https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
الاشرف
کراچی
اپریل ۲۰۲۴ء
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

مسجد سید الشہداء

مزار مبارک سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- حضور جانِ عالم ﷺ کی عید الفطر
- امیر طیبہ، سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (قسط: ۱)
- نزولِ وحی کیفیتیں
- والدین کے حقوق
- دنیا کی خوش نصیب ساس
- حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

رمضان المبارک / شوال المکرم ۱۴۴۵ھ
اپریل ۲۰۲۴ء جلد نمبر ۴۵ شمارہ نمبر ۴

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجود عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت	جناب حافظ لدھیانوی صاحب، جناب سید شمس وارثی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	6
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	8
حضور جانِ عالم ﷺ کی عید الفطر	محترمہ عروج قادری صاحبہ	10
امیر طیبہ، سید الشہداء، حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (قسط: ۱)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	13
نزولِ وحی کیفیتیں	حضرت علامہ مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ	19
شیر و شکر	جناب محمد مسعود صاحب	20
والدین کے حقوق	حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ	25
دنیا کی خوش نصیب ساس	جناب عارف دہلوی (مرحوم)	29
فقہی سوالات کے جوابات۔۔۔ (طلاق کے مسائل۔۔ حصہ آخری)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	30
حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی	33
معدے کی کہانی، خود اس کی زبانی	انتخاب: ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	40
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	43

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

جناب حافظ لدھیانوی صاحب

بزم کونین میں شہکار ہیں کیا کیا تیرے
کوہ وصحراء ترے، گلشن ترے، دریا تیرے

ہر حسیں نقش ہے شاہد تری صناعی کا
جتنے فطرت کے مناظر ہیں وہ داتا تیرے

ابر رحمت سے ہوئیں خشک زمینیں سیراب
رنگ سب تیرے ہیں، سب نقش سراپا تیرے

ہے رواں ابر کرم وقت کی رفتار کے ساتھ
سلسلے عالم بالا میں ہیں آقا تیرے

یہ زمیں حلقۂ عالم میں فقط نقطہ ہے
سارے قدرت کے نشانات ہیں تنہاء تیرے

تیری تسبیح میں رہتے ہیں ملائک مصروف
رات دن گاتے ہیں گن خالقِ یکتا تیرے

ایک حافظؔ ہی نہیں حمد سرا ہے تیرا
سارے عالم میں ہیں چرچے میرے مولا تیرے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

جناب سید شمسؔ وارثی صاحب

ہر ایک صحیفے میں ثناء جس کی رقم ہے
وہ ختم رُسل ناز عرب فخر عجم ہے

جو فقر تھا کردارِ نبوت میں نمایاں
اس فقر پہ قربان زمانے کا حشم ہے

کیا کیف فزاء ہے غم سرکارِ مدینہ
صد شکر کہ حاصل مجھے یہ لذتِ غم ہے

تخلیق دو عالم کا سبب ذاتِ گرامی
معبودِ حقیقی کا یہ بندوں پہ کرم ہے

وہ آنکھ ہے جس آنکھ میں روضے کی ضیاء ہے
وہ دل ہے کہ جس دل میں تمنائے حرم ہے

پھر مجھ پہ ہوا فضل خدائے ازلی کا
پھر لب پہ میرے تذکرۂ شاہِ اُمم ہے

جس در سے گداؤں کو بھی مل جاتی ہے شاہی
اس در کے تصور میں جبیں شمسؔ کی خم ہے

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

جسٹس فائز عیسیٰ کا فیصلہ آئین کے خلاف ہے:

ایک قادیانی ”تفسیر صغیر“ نامی تفسیر مسلمانوں میں تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا اور اس تفسیر میں معنوی اور لفظی تحریف کی گئی تھی کیونکہ قادیانی صرف معنوی تحریف کے قائل نہیں بلکہ انہوں نے قرآنِ کریم میں لفظی تحریف بھی کی ہے۔ بعض علماء نے اس کی نشاندہی بھی کی ہے کہ انہوں نے ۶۰ مقامات پر قرآنِ کریم میں لفظی تحریف کی ہے۔ جب یہ قادیانی ”تفسیر صغیر“ مسلمانوں میں تقسیم کر رہا تھا تو ایک مسلمان نے اس کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر۔ درج کرائی، جس کی بناء پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کو سزا ہوئی اور وہ بند ہو گیا۔ ابھی کچھ دن قبل جسٹس فائز عیسیٰ نے یہ کہہ کر اُس کو رہا کر دیا کہ، C298 اُس پر نہیں لگتی حالانکہ C298 میں یہ شق موجود ہے کہ: **”کوئی قادیانی یا لاہوری گروپ یا کوئی بھی فرقہ اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے اپنے دین کی ترویج نہیں کر سکتا اور اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے پکڑا گیا تو اس کی سزا تین سال ہوگی“** شوشل میڈیا پر کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جب مقدمہ درج کیا گیا تو اس وقت یہ شق موجود نہیں تھی۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے جب مقدمہ درج ہوا تو مقدمہ درج کرانے والے نے یہ کہا کہ C 298 کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے اور C298 کو ۱۹۸۴ء میں قانون میں شامل کیا گیا تھا۔ مدعی نے یہ بھی کہا کہ اس پر B295 بھی لگنی چاہیے کیونکہ یہ قرآن میں تحریف کا بھی مجرم ہے اور اس کی سزا دس سال سے لے کر عمر قید تک ہے۔ فاضل جج نے اس قادیانی کو رہا کرنے کے لیے دو آیتیں پیش کیں۔

ایک لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی ”دین میں کوئی جبر نہیں“

(پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۶)

یہ C298 کو اُڑانے کے لیے تھی۔

دوسری آیت:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ترجمہ: بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(پارہ: ۱۴، سورۃ الحجر، آیت: ۹)

https://www.ashrafia.net

انہوں نے کہا کہ اللہ خود اس کی حفاظت کرے گا آپ کون ہیں بیچ میں بولنے والے یعنی کوئی کچھ بھی کرتا رہے۔ آپ کچھ نہ بولیں بالالفاظِ دیگر قرآن کی لفظی اور معنوی تحریف شدہ تفسیر مسلمانوں میں تقسیم کرتا رہے، آپ کو بولنے کی ضرورت نہیں غور کرنے کا مقام ہے کہ بلاشبہ اللہ نے حفاظت کرنی ہے لیکن کن کے ذریعے؟ ایمان والوں کے ذریعے؟ مسلمانوں کے ذریعے؟ مومنین کے ذریعے؟ پھر حوالہ دیا آرٹیکل 20 کا کہ ہر مذہب اور ہر فرقہ کو اپنے دین کو پھیلانے کی اجازت ہے۔ حالانکہ قادیانی اس میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر قادیانیت کی اشاعت کرتے ہیں پاکستان کے آئین اور قانون کے مطابق قادیانیوں کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔ نا وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں اور نا ہی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے فاضل جج کا فیصلہ آئین اور قانونِ پاکستان کے خلاف ہے اُسے کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہم عدالتِ عالیہ اور حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس فیصلے کو فوراً معطل کیا جائے اور اُس قادیانی کو گرفتار کر کے آئین و قانون کے مطابق سزا دی جائے

پاکستان کے نئے وزیر اعظم شہباز شریف:

گزشتہ مہینے پاکستان میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے جس میں نئے اور پرانے سیاستدانوں نے حصہ لیا جو ہار گئے انہوں نے الزام لگایا کہ الیکشن منصفانہ نہیں تھے اس میں دھاندلی کی گئی ہے۔ بہت سوں نے ثبوت بھی پیش کیے، بعض جگہ یہ بھی شکایت کی گئی کہ ووٹروں کو حراساں کیا گیا ہے اور جعلی ووٹ بھی ڈالے گئے ہیں۔ یہ شکایات اور الزامات کہاں تک درست ہیں یہ سب جانتے ہیں۔ گزشتہ 76 سالوں سے یہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ ملک قرضوں میں ڈوبا ہوا ہے، معیشت تباہ ہو چکی ہے، غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے، بہر حال شہباز شریف وزیر اعظم بن گئے۔ ہم اُن سے اُمید رکھتے ہیں کہ پچھلی غلطیوں کو سامنے رکھتے ہوئے نا صرف یہ کہ ان کا ازالہ کریں گے بلکہ خلوصِ نیت کے ساتھ پاکستان کی خدمت کریں گے اور اس کی ترقی اور بہتر مستقبل کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کو بہترین اسلامی حکمران عطا فرمائے۔ جو صحیح معنوں میں اس کی خدمت کریں اور اس کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ اغیار کے حکم پر چلنے کے بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس ملک میں صحیح طور پر اسلامی نظام نافذ کریں۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

https://www.ashrafia.net

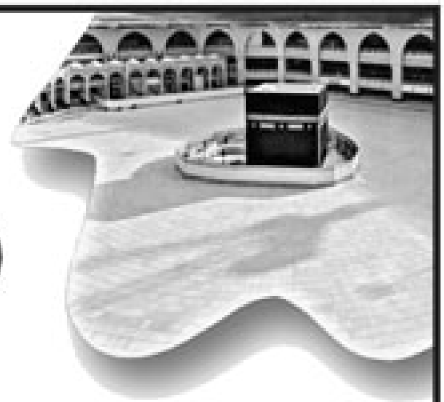

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۵۲ تا ۵۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۔

ترجمہ:

تو دیکھو گے تم انہیں کہ جن کے دلوں میں آزار ہے دوڑتے ہیں ان میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش نہ آجائے تو قریب ہے کہ اللہ لادے فتح یا اپنی طرف سے کوئی حکم تو صبح کریں گے، اپنی چھپائی پر اپنے دلوں میں پچھتاتے ہوئے اور کہتے ہیں ان سے جو آپ پر ایمان لائے ہیں کہ یہی ہیں وہ جو قسم کھا چکے تھے، اللہ کی اپنے حلف میں اب وہ ان کے ساتھ ہیں، اکارت گئے ان کے عمل تو صبح کی نقصان میں۔

شانِ نزول:

عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کی جماعت کے دوسرے منافقین نجران، خیبر اور مدینہ منورہ کے یہودیوں سے خفیہ میل ملاقات رکھتے تھے۔ جب مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ: دنیا میں مصیبتیں آفتیں آتی رہتی ہیں ہمارے ان یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں تا کہ وقت پر کام آئیں اور ہماری مدد کریں۔ مسلمانوں کا کیا اعتبار، اسلام کو فروغ ہو یا نہ ہو، ہم اپنے پرانے تعلقات کیوں ختم کریں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَتَرَى دیکھنا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ منافقین کی دل کی بیماریاں نفاق وغیرہ يُسَارِعُوْنَ جلدی جلدی ان کے پاس جاتے ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ اس بہانے کا ذکر ہے جو وہ بیان کرتے تھے گردش زمانہ وغیرہ عَسٰی پختہ وعدہ کے لیے ہوتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وہ قوت دے گا کہ مکہ خیبر وغیرہ کے یہود پر فتح حاصل ہوگی۔

یہ قول عبد اللہ ابن ابی بن سلول کے قول کی نقل ہے جو اس نے

https://www.ashrafia.net

عبادہ بن صامت سے کہا کہ: مجھے آنے والے خطرہ کا ڈر ہے اس لیے میں یہود سے انقطاع نہیں کرسکتا۔اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَعَسَى اللهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ میں دیا گیا اور اپنے حبیبِ پاک جناب مصطفیٰ ﷺ کو مظفرو منصور فرمانے کا وعدہ کر کے اس کے مطابق مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود و نصاریٰ پر غلبہ دیا اور مکہ مکرمہ اور یہودیوں کی آبادیاں فتح ہوئیں۔(خازن)

اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یعنی بنی قریظہ کے کنبے کا قید ہونا بنی نضیر کو جلا وطن کرنا، منافقین کا نفاق مسلمانوں پر منکشف ہونا۔(روح المعانی)

یا سرزمین حجاز کا یہود سے پاک ہونا اور انہیں ذلیل کر کے ان کو وہاں سے نکالنا۔(جلالین وخازن)

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ

یعنی منافق لوگ جو دلوں میں بغض و عناد چھپائے ہوئے تھے اس کے ظاہر ہوجانے سے وہ پچھتا کر رہ گئے اور اب دنیا میں ذلیل ہوکر بھی سبکسار نہیں بلکہ آخرت میں عذاب دائمی ان کے لیے علیحدہ ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا مسلمان ان کی یہ خباثت دیکھ کر حیران ہوکر کہنے لگے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حلف اُٹھایا تھا کہ حمایت اسلام کریں گے، آج ان کا کیا دھرا سب رائیگاں ہوا، اس کے بعد مرتدین کا مرتد ہونے سے پہلے حکم واضح کیا۔

۵

شہدائے غزوہ بدر کے نام مبارک

یہ چھ مہاجرین ہیں

۱۔حضرت عبیدہ بن حارث

۲۔حضرت عمیر بن ابی وقاص

۳۔حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو

۴۔حضرت عاقل بن ابوبکیر

۵۔حضرت مجمع مولیٰ حضرت عمر فاروق

۶۔حضرت صفوان بن بیضاء رضوان اللہ علیہم اجمعین

یہ آٹھ انصار ہیں

۷۔حضرت سعد بن خَیْثَمہ

۸۔حضرت مبشر بن عبد المنذر

۹۔حضرت حارثہ بن سراقہ

۱۰۔حضرت عوف بن عفراء

۱۱۔حضرت معوذ بن عفراء

۱۲۔حضرت عمیر بن حمام

۱۳۔حضرت رافع بن معلّٰی

۱۴۔حضرت یزید بن حارث ابن فسحم رضوان اللہ علیہم اجمعین

(سیرت ابن ہشام،ص:۲۹۵)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّيْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

وَعَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّاتَقْرَبُهُمُ الْمَلٰئِكَةُ جِيْفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ يَّتَوَضَّأَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ان گھروں کو مسجد سے پھیر دو (۱) کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا (۲) (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں تصویر ہو اور نہ اس میں جس میں کتا اور جنبی ہو (۳) (ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تین شخص ہیں جن کے قریب بھی فرشتے نہیں آتے۔ کافر، مردار خلوق سے لتھڑا ہوا اور جنبی مگر یہ کہ وضو کرے (۴) (ابوداؤد)

شرح:

(۱) اولاً صحابہ کے گھر کے دروازے مسجد نبوی شریف میں تھے جن کی وجہ سے گھروں میں آنا جانا مسجد کے راستے سے ہوتا تھا حکم دیا کہ ان گھروں کے دروازے اور طرف نکالو یہ موجودہ دروازے بند کردو (۲) یعنی اگر دروازے مسجد میں رہے تو جنبی، حائضہ، نفاس والی، مسجد سے گزریں گے حالانکہ انہیں مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے امام شافعی وغیرہم کے ہاں مسجد سے گزرنا جائز ہے، وہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا: وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ وہاں عابری سبیل سے مراد مسافر ہے، یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کرکے نماز پڑھ لو وہاں مسجد سے گزرنا مراد نہیں، لہٰذا یہ حدیث اس آیت

https://www.ashrafia.net

کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مالک احکام بنایا ہے۔ فرماتے ہیں: **"میں حلال نہیں کرتا"** معلوم ہوا کہ حلال وحرام حضور ﷺ کرتے ہیں۔

(۳) یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے جو بلا ضرورت حرمت وعزت سے رکھی جائے اور کتے سے مراد بلا ضرورت محض شوقیہ طور پر پالا ہوا کتا ہے۔ جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلا ضرورت شرعیہ بے غسل رہا کرے۔ لہذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ کبھی روپیہ پیسہ میں فوٹو ہوتے ہیں جو ہر گھر میں رہتے ہیں، نہ یہ کہ کھیتی یا گھر بار کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے، نہ یہ کہ رات کو جنبی وضو کر کے رات گزار سکتا ہے، نہ یہ کہ اگر ان گھروں میں فرشتے نہیں آتے تو ان لوگوں کی حفاظت یا نامۂ اعمال کی تحریر کون کرتا ہے یا ان کی جان کون نکالے گا۔

(۴) یہاں بھی فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ کافر مردار، سے کافر کا جسم مراد ہے زندہ ہو یا مردہ، یعنی کفار کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسی لیے کفار کے مجمع میں نماز نہ پڑھے، کفار کو نمازِ استسقاء کے لیے ساتھ نہ لے جائے خلوق اس خوشبو کا نام ہے جس میں زعفران وغیرہ ہوتے ہیں اس کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ مردوں کو صرف ایسی خوشبو لگانی چاہیے جو خوشبو دے رنگ نہ دے۔ یہاں مردوں کے لیے ممانعت مقصود ہے، عورتیں اس حکم سے علیحدہ ہیں (مرقاۃ وغیرہ) یونہی جنبی سے مراد وہ جنبی ہے جو ناپاک رہنے کا عادی ہو، نماز کے اوقات میں گندا رہے۔ لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ دوسری احادیث سے متعارض نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ رات میں جنبی ہونے والا اگر یوں ہی بغیر وضو کیے سو جائے تو رحمت کے فرشتے نہ آئیں گے، وضو کر کے سونا چاہیے۔

ماہانہ دروسِ قرآن

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم

ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

☆ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "نورانی"

G-11 نیو کراچی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "امیر حمزہ"

ناظم آباد پہلی چورنگی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "نور الاسلام"

اورنگی ٹاؤن

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

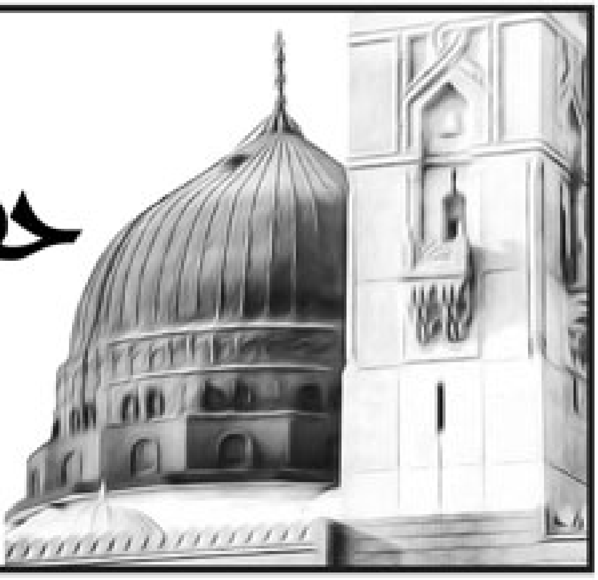

حضور جانِ عالم ﷺ کی عید الفطر

محترمہ عروج قادری صاحبہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب مکہ سے مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہاں کے لوگوں نے سال میں دو تہوار کے دن مقرر کر رکھے ہیں، جس میں وہ تفریح، مقابلوں اور آنے جانے سے دل بہلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کیسے دن ہیں؟ پتا چلا کہ یہ جاہلیت کے زمانے کے تہوار ہیں۔ فرمایا: "اللہ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کو ان سے بہتر دو دنوں سے بدل دیا ہے۔ عید الفطر کا دن دوسرا عید الاضحیٰ کا دن"۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن کچھ حبشی راستے میں اپنا کوئی کھیل دکھا رہے تھے میں حضور ﷺ کے دوشِ مبارک کے اوپر سے جھانک کر دیکھنے لگی، تو آپ ﷺ نے دوشِ مبارک کو نیچا کر لیا۔ حتی کہ میرا جی بھر گیا اور میں پلٹ گئی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی دوسری روایت ہے کہ ایک دفعہ ان کے پاس عید کے دن دو لڑکیاں بیٹھیں دف بجا کر انصار کے جنگی ترانے گا رہی تھیں اور حضور ﷺ وہیں چادر اوڑھے آرام فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو انہوں نے ان لڑکیوں کو ڈانٹ دیا اس پر حضور ﷺ نے اپنی چادر ہٹا کر فرمایا "ابوبکر! انہیں کچھ نہ کہو، یہ عید کے دن ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

رؤیت ہلال:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: "جب تک ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آئے، (اگلے دن) نہ عید کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے، تو اس صورت میں ۳۰ دن کی گنتی پوری کر کے عید کرو"۔ (بخاری و مسلم)

عید کی رات کی عبادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک طویل حدیث میں آتا ہے کہ: عید الفطر کی رات کا آسمانوں پر "لیلتہ الجائزہ" کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے (یعنی رمضان کی عبادتوں کا جائزہ لینے والی رات) پھر رمضان کے روزوں اور راتوں کے قیام (تراویح) کے بدلے میں ان عبادتوں کے کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ عید کے دن مغفرت کا اعلان کرتا ہے اور جب یہ لوگ عید گاہ سے لوٹتے ہیں تو بخشے بخشائے ہوتے ہیں"۔

https://www.ashrafia.net

ایک حدیث شریف میں سب سے آخری نبی ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے عیدین کی رات (یعنی شبِ عیدالفطر اور شبِ عیدالاضحیٰ) طلبِ ثواب کے لیے قیام کیا، اُس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن (لوگوں کے) دل مرجائیں گے‘‘ (ابن ماجہ، الحدیث: ۱۷۸۲)

فطرہ یا صدقۂ فطر:

فطر کا لفظ افطار سے نکلا ہے اور صدقہ عربی زبان میں نیکی کو کہتے ہیں۔ صدقۂ فطر کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ رمضان کے روزے پورے ہونے کے بعد دیا جاتا ہے۔ اس کا حکم پہلی بار عید سے دو دن پہلے رمضان ۲ھ میں دیا گیا۔

رہی اس کی مقدار تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور یا گندم کا ایک صاع صدقۂ فطر ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت، چھوٹے بڑے، ہر مسلمان پر واجب کیا ہے۔ (بخاری و مسلم، ابو داؤد، نسائی)

ایک صاع کا مطلب ہوتا ہے تقریب ڈھائی کلو اور یہ حکم عام ہے۔ اس میں کسی کے امیر یا غریب ہونے کی شرط نہیں ہے۔

حکمت اور ادائیگی کا وقت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صدقۂ فطر واجب کیا ہے کہ روزہ دار فضول لا یعنی قسم کی باتوں سے پاک ہو جائے اور مسکینوں کو کم سے کم عید کے دن اچھی طرح کھانا میسر آجائے۔ جس نے اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو وہ ایک قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ، دار قطنی)

حضور ﷺ کے زمانے میں صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے رمضان کے آخر میں صدقۂ فطر فرض ہونے کا اعلان فرمایا اور لوگ یہ صدقہ عید سے ایک دو دن پہلے دے دیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

مشکوک یا حرام کمائی سے صدقہ کرنا:

اگر صدقہ حرام مال سے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا کیونکہ عبادت اور دعا کے قبول ہونے کے لیے سب سے اہم شرط رزقِ حلال ہے۔ حضور ﷺ یہ فرماتے تھے کہ حرام کا ایک لقمہ منہ میں چلے جانے سے چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی

عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا:

اگر عورت کو اپنے شوہر کی رضامندی کا علم ہو تو وہ اس کے مال میں سے صدقہ کرسکتی ہے، ورنہ نہیں وہ مال اس کے پاس امانت ہے، البتہ اپنے مال کی تو وہ مختار ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’اگر کوئی خرابی کے بغیر اپنے گھر کے کھانے میں خرچ کرے، تو اس کے لیے خرچ کرنے کا اجر ہے اور اس کے شوہر کے لیے کمانے کا اجر ہے۔ ایسا ہی اجر امانت داروں کے لیے ہے، ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا اجر کم نہیں کرتا‘‘۔

(بخاری شریف)

حضور نبی آخر الزماں ﷺ کا عید کا دن:

بخاری، مسلم، ابن ماجہ، احمد اور بیہقی کی احادیث کے مطابق عید

https://www.ashrafia.net

کے دن حضور سیدِ عالم ﷺ یہ صبح سویرے غسل کر کے عمدہ لباس پہنتے۔ عید گاہ آپ ﷺ پیدل جایا کرتے اور اگر یہ عید الفطر ہوتی تو جانے سے پہلے چند طاق عدد کھجور تناول فرماتے جب کہ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ بھی نہ کھاتے۔

نماز عید تک اگر کسی نے اس وقت تک صدقہ فطر ادا نہ کیا ہوتو اسے نماز سے پہلے اسے ادا کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی اسے نماز سے پہلے ادا کرنے کا التزام فرماتے۔ نماز فجر کے بعد عید کی نماز پڑھتے۔

نماز عید سے پہلے نبی کریم ﷺ نے تکبیریں باآواز بلند پڑھا کرتے:

حضور ﷺ کی یہ عادت شریف تھی کہ آپ ﷺ عید کی نماز ہمیشہ جامع مسجد کے باہر یا کسی اور جگہ کھلے میدان میں پڑھنے کا حکم دیتے، البتہ ایک دفعہ جب بارش ہوئی تو حضور ﷺ نے مسجد میں ہی نماز ادا فرمائی۔ جب عید گاہ کے لیے روانہ ہوتے تو راستے بھر اور عید کی نماز شروع کرنے تک یہ تکبیر پڑھتے:

اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

یعنی اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے تعریف اس کے لیے ہے۔

حضور ﷺ اسے بلند آواز سے پڑھا کرتے۔ واپس دوسرے راستے سے آتے لیکن واپسی کے وقت تکبیر نہیں پڑھتے (بخاری و بیہقی)

محسنِ انسانیت ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جب وہ نجران میں تھے، خط لکھا کہ: عید الاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھاؤ اور عید الفطر کی دیر سے اور اس کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو (یعنی خطبہ)''۔ (مسند امام شافعی)

حضرت سید عالم ﷺ کی نمازِ عید:

نمازِ عید کا وقت وہی ہے جو کہ اشراق کی نماز کا ہوتا ہے، یعنی جب سورج اتنا اُوپر آجائے کہ اسے نظر بھر کر نہ دیکھا جا سکے۔

اس نماز کے لیے حضور اکرم ﷺ نے نہ کبھی آذان دلوائی اور نہ کبھی اقامت کہلوائی۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ سے زائد عید کی نمازیں ادا کیں اور ہر دفعہ انہیں اذان اور اقامت کے بغیر ہی ادا کیا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی دو رکعتیں ادا کیں، ان سے پہلے یا بعد میں کوئی اور نماز ادا نہیں کی۔ (بخاری اور مسلم)

البتہ ابن ماجہ میں ایک چیز اور ملتی ہے کہ گھر آنے کے بعد حضور سیدِ عالم ﷺ مزید دو رکعت پڑھتے۔

عید کی نماز کے بعد نبی رحمت ﷺ اپنے ہاتھ میں عصاء یا کمان پکڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوتے، حضور جانِ عالم ﷺ انہیں وعظ کرتے، وصیت کرتے، اگر کہیں کسی لشکر کو بھیجنا چاہتے یا کوئی کام کروانا چاہتے تو ان کاموں کی تیاری کرتے اور پھر واپس لوٹتے۔ (بخاری، مسلم)

https://www.ashrafia.net

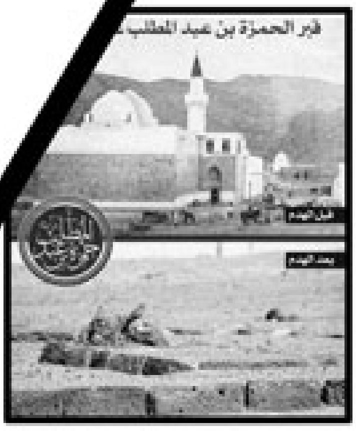

قسط: ۱

امیر طیبہ سید الشہداء

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج ہم آپ کے سامنے اسلام کی ایک عظیم المرتبت شخصیت کا ذکرِ مبارک کریں گے۔ جن کا نام نامی اسمِ گرامی سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہے وہ عظیم شخصیت جن کی ذاتِ والا صفات میں بہت ساری فضیلتیں جمع ہیں۔ فضیلت نسبی کے لحاظ سے دیکھیں تو وہ ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ حضرت عبد المطلب کے بیٹے ہیں، قرابت داری کے لحاظ سے دیکھیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سگے چچا اور رضاعی بھائی ہیں اسلام لانے کے لحاظ سے دیکھیں تو سابقون الاوّلون میں سے ہیں، مرتبۂ شہادت کے لحاظ سے دیکھیں تو سید الشہداء ہیں یعنی صرف شہید ہی نہیں بلکہ شہداء کے سردار ہیں اہل بیت میں سے ہیں اور حضور ﷺ کے جاں نثار صحابی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اہل بیت کی فضیلت بیان فرمائی، صحابہ کی فضیلت بیان فرمائی، شہداء کی فضیلت بیان فرمائی، جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی ان کی فضیلت بیان فرمائی۔ جب ہم غور کرتے ہیں تو ساری فضیلتیں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ذات میں نظر آتی ہیں۔

آپ کا اسم گرامی: امیر حمزہ

کنیت: ابو عمارہ

القاب: سید الشہداء، اسد اللہ

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضور ﷺ کی والدہ ایک دوسرے کی چچا زاد بہنیں تھیں، اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے چچا بھی تھے اور خالہ زاد بھائی بھی تھے۔

ولادت:

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے صرف دو سال پہلے پیدا ہوئے، اس لیے حضور خاتم النبیین ﷺ دوسرے بچوں کی نسبت آپ سے زیادہ بے تکلفانہ تعلقات رکھتے تھے حضور پُرنور ﷺ نے جب اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دینے کے لیے اپنے رشتہ داروں کو بھیجا، ان چچاؤں میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب بیس اُونٹ مہر کی ادائیگی کا معاملہ آیا تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہی نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیس اُونٹ

https://www.ashrafia.net

دیئے۔ جب حضور ﷺ نے دعوتِ اسلام شروع کی اور سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو دعوت دی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کبھی اس دعوت کی مخالفت نہیں کی اگر چہ اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن پھر بھی اسلام کی مخالفت نہیں کی۔

قبولِ اسلام:

آپ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح ہے:

''ایک روز رحمتِ عالم ﷺ صفاء کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے ابو جہل کا اِدھر سے گزر ہوا، حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کے سینے میں بغض وعناد کا جو لاوا سلگ رہا تھا پھٹ پڑا۔ اس نے سَب و شتم کے تیر برسانا شروع کر دیئے۔ حلم ووقار کے اس کوہِ گراں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اس بے اعتنائی پر ابو جہل کا غصہ اور تیز ہو گیا، اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ اس نے اس سے مارنا شروع کیا، پے در پے ضربوں سے جسم اطہر سے خون رسنے لگا لیکن اس پیکرِ تسلیم و رضا نے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا اور اُف تک نہ کی۔ دل کا غبار نکال کر ابو جہل اتراتا ہوا اپنے مداحوں کی محفل میں جا بیٹھا، جو صحنِ حرم میں اس کے قبیلہ والوں نے منعقد کی ہوئی تھی۔ اس کے چلے جانے کے بعد رحمتِ عالم ﷺ بھی خاموشی سے اپنے گھر تشریف لے گئے عبد اللہ کا گھر کوہِ صفاء کے قریب تھا۔ اس کی ایک لونڈی نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس روز جنگل میں شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ چاشت کے وقت ایک کامیاب شکاری کی طرح شاداں وفرحاں واپس آ رہے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر پہلے حرم شریف میں حاضری دیتے، بیت اللہ شریف کا طواف کرتے پھر صحنِ حرم میں رؤسا قریش نے اپنی اپنی محفلیں جہاں جما رکھی ہوتیں تھیں وہاں جاتے۔ سب سے علیک سلیک کرتے مزاج پُرسی کرتے تب گھر واپس جاتے۔ اس روز بھی اسی ارادہ سے وہ حرم شریف کی طرف جا رہے تھے کہ کوہِ صفاء کے پاس سے گزر ہوا۔ عبد اللہ کی جس کنیز نے ابو جہل کی تعدی کا دلخراش منظر دیکھا تھا وہ ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہا:

يَا اَبَا عُمَارَةَ لَوْرَاَيْتَ مَالَقِيَ ابْنُ اَخِيْكَ مُحَمَّدٌ مِنْ اَبِي الْحَكَمِ اٰنِفًا وَجَدَهٗ هٰهُنَا فَاٰذَاهُ فَشَتَمَهٗ وَبَلَغَ مِنْهُ مَا يَكْرَهُهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ وَلَمْ يُكَلِّمْهُ.

''اے ابو عمارہ! آج تیرے بھتیجے کے ساتھ ابو جہل نے یہ وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ پہلے گالیاں دیتا رہا جب حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کیے رکھی پھر مار مار کر لہولہان کر دیا''۔

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی غصہ سے آگ بگولہ ہو کر ابو جہل کی تلاش میں آگے بڑھے۔ آج ان کی کیفیت ہی نرالی ہے، نہ کسی سے پُرسشِ احوال کر رہے ہیں نہ کسی محفل میں کھڑے ہو کر سلام کہہ رہے ہیں۔ ابو جہل کی تلاش میں سیدھے چلے جاتے ہیں، آخر کار آپ کی نظر ابو جہل پر پڑ گئی، جو اپنے اہل قبیلہ کی محفل میں بڑی تمکنت سے بیٹھا ہے، لوگ سراپا ادب بن کر اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں آپ اس مجمع میں گھس گئے۔ اپنی کمان سے اس مردود

https://www.ashrafia.net

کے سر پر پے در پے ضربیں لگائیں کہ خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور غصہ سے گرجتے ہوئے کہا: اَتَشْتِمُهٗ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِهٖ اے ابوجہل! تیری یہ مجال کہ تُو میرے بھتیجے کو گالیاں نکالے، حالانکہ میں نے اس کا دین قبول کرلیا ہے اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دیکھ۔

یہ کہہ کر چل دیئے مشرک بھلا کیا روک سکتے تھے
کہیں دوبارہ بھی اس شیرِ نر کو روک سکتے تھے

بنومخزوم قبیلہ کے لوگ اپنے سردار کی اس رسوائی پر سیخ پا ہو گئے اُٹھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے اس کا بدلہ لیں۔ ابوجہل بڑا کائیں تھا، وہ جانتا تھا کہ حمزہ جیسے شیر دل کا مقابلہ ان لومڑیوں سے نہیں ہو سکے گا، خوامخواہ کئی جانیں ضائع ہوں گی، اپنے قبیلہ والوں کو کہا: دَعُوْا اَبَا عِمَارَةَ فَاِنِّيْ وَاللهِ قَدْ سَبَبْتُ ابْنَ اَخِيْهِ سَبًّا قَبِيْحًا ابوعمارہ (حمزہ) کو کچھ نہ کہو بخدا میری غلطی ہے کہ میں نے اس کے بھتیجے سے بدکلامی کی ہے۔

رشتہ داری کے جوش میں یہ سب کچھ ہو گیا، ابوجہل سے اپنے پیارے بھتیجے کا انتقام بھی لے لیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا لیکن جب گھر واپس آئے تو نفسِ امارہ نے ملامت کرنا شروع کر دی۔ اے حمزہ! تُو نے یہ کیا کیا فرطِ غضب میں تُو اتنا دور چلا گیا کہ اپنے آباؤ اجداد کے عقیدے کو بغیر سوچے سمجھے ترک کر دیا اور ایک نئے دین کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا، تُو نے جلد بازی میں بڑا غلط فیصلہ کیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ گومگو کے عالم میں ہیں، انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کریں، انہیں یہ بات اپنی شان کے سراسر خلاف معلوم ہوئی کہ انہوں نے ایک ایسے دین کو قبول کرلیا ہے جس کے بارے میں انہوں نے پوری طرح سے غور و خوض ہی نہیں کیا۔ ساری رات بڑے قلق و اضطراب میں کٹی ایسی پریشان رات انہوں نے آج تک نہیں گزاری تھی اور ایسے ذہنی کرب سے انہیں کبھی پالا نہیں پڑا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا ابْنَ اَخِيْ اِنِّيْ قَدْ وَقَعْتُ فِيْ اَمْرٍ لَا اَعْرِفُ الْمَخْرَجَ مِنْهُ وَاِقَامَةُ مِثْلِيْ عَلٰى مَا لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ . اَرُشْدٌ اَمْ هُوَ غَيٌّ شَدِيْدٌ وَحَدِّثْنِيْ وَقَدْ اِشْتَهَيْتُ يَا ابْنَ اَخِيْ اَنْ تُحَدِّثَنِيْ.

"اے میرے بھتیجے! میں ایک ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہوں، جس سے نکلنے کا راستہ نہیں جانتا اور ایسی بات پر میرا قائم رہنا مشکل ہے جس کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہدایت ہے یا گمراہی۔ اس لیے اس بارے میں مجھے کچھ ارشاد فرمایئے میرے بھتیجے! میری خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں گفتگو کریں"۔ (سبل الهدى، ج:٢، ص:٣٢٣)

"عقل و دل و نگاہ کے مرشدِ کامل نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بے تاب دل کی طلب پر توجہ فرمائی اور بڑے دلنشین انداز میں اسلام کی صداقت و حقانیت کے بارے میں چند ارشادات فرمائے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ کی شان والے نبی کی نگاہِ التفات کی دیر تھی کہ سارے حجابات اُٹھ گئے، ساری ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ شک و شبہہ کا غبار چھٹ گیا دل کی دنیا نورِ ایمان سے جگمگ

https://www.ashrafia.net

جگمگ کرنے لگی اور عرض کی: اَشْهَدُ اَنَّكَ لَصَادِقٌ میں دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ سچے ہیں"۔

(ضیاء النبی ا، ج:۲،ص:۲۵۴)

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے ایوانِ کفر میں زلزلہ آگیا اور عالمِ کفر پر ایک رعب طاری ہو گیا۔ مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور مسلمانوں پر کافروں کی طرف سے جو ظلم و ستم جاری تھا اس میں کافی حد تک کمی آگئی۔

جنابِ حضرت حمزہ بھی جب ایمان لے آئے
تزلزل پڑ گیا باطل میں اہلِ مکہ گھبرائے
مسلمانوں کی روز افزوں ترقی سے لگے ڈرنے
نبی کو قتل کر دینے کی تجویزیں لگے کرنے
کوئی بولا غضب ہے اپنی طاقت گھٹتی جاتی ہے
کہ دنیا دینِ آبائی سے پیچھے ہٹتی جاتی ہے
یہی حالت رہی تو ایک دن ایسا بھی آئے گا
ہبل کے واسطے کوئی چڑھاوا بھی نہ لائے گا

آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد بطورِ تشکر جو اشعار کہے وہ ملاحظہ فرمائیے:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدَىٰ فُؤَادِيْ
اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی اسلام قبول کرنے کے لیے جو دینِ حنیف ہے۔

لِدِيْنٍ جَاءَ مِنْ رَّبٍّ عَزِيْزٍ
خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفِ

وہ دین جو ربِ کریم کی طرف سے آیا ہے، جو عزت والا ہے جو اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کے ساتھ لطف و احسان فرمانے والا ہے۔

اِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَيْنَا
تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِي اللُّبِّ الْحَصِيْفِ

جب اس کے پیغاموں کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عقلمند اور زیرک انسان کے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

رَسَائِلُ جَاءَ اَحْمَدُ مِنْ هُدٰهَا
بِاٰيَاتٍ مُّبَيِّنَةِ الْحُرُوْفِ

یہ ایسے پیغامات ہیں جو احمدِ مجتبیٰ لے کر آئے ہیں، ایسی آیات کے ساتھ جن کے حروف روشن ہیں۔

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعٌ
فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الضَّعِيْفِ

احمدِ مصطفیٰ ﷺ وہ ہیں جن کی ہم میں اطاعت کی جاتی ہے، کوئی کمزور قول اور عقل و فہم سے گری ہوئی کوئی بات ان کا گھراؤ نہیں کرتی۔ (ضیاء النبی ا، ج:۲،ص:۲۵۵)

ان اشعار سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بخوشی اسلام قبول کیا اور آپ نے اپنے اسلام لانے کی خوشی میں فی البدیہہ اشعار کہے۔ جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی اور اس کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے دولتِ

https://www.ashrafia.net

ایمان سے مشرف فرمایا اور میرے سینے کو اسلام قبول کرنے کو کھول دیا۔

آپ کب ایمان لائے ،اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا کہ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال اور بعض نے اعلانِ نبوت کے چھٹے سال لیکن محققین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ اعلانِ نبوت کے دوسرے سال مشرف بااسلام ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر، جوفنِ رجال کے امام ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

واسلم فی السنة الثانية من البعثة ولا زمه نصر رسول الله صلی الله علیه وسلم وهاجر معه

آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے ، دمِ واپسی تک رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں کمر بستہ رہے اور مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے کفار کے ظلم وستم میں کافی حد تک کمی آگئی ۔ کیونکہ پہلے مسلمانوں کو ان کے ظلم اور بربریت سے بچانے والا کوئی نہیں تھا اور مسلمان مظلوم اور بے آسرا تھے۔ کوئی ان کا ہمدرد ، حامی اور غمگسار نہیں تھا جو انہیں کفار کے مظالم سے بچائے ،لیکن جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اب کفار کی سازشوں ظلم اور ریشہ دوانیوں میں کافی حد تک کمی آگئی، کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ ایک نامور اور قدآور بہادر شخصیت دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد ایک اور عظیم المرتبت شخصیت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ ان کے قبولِ اسلام کا واقعہ مشہور ہے کہ حرم سے تلوار لے کر اُٹھے نبی پاک ﷺ کو ختم کرنے کے لیے معاذ اللہ، راستے میں کسی نے بتایا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ سیدھے وہاں پہنچے ان کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا، ان کو اس قدر مارا کہ لہولہان کر دیا لیکن جب قرآن ہاتھ میں لیا اور قرآن کی ہیبت وجلال ان کے دل پر طاری ہوگئی، تو فوراً قبولِ اسلام کے لیے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب روانہ ہو گئے کیونکہ نبی پاک ﷺ اس وقت انہی کے گھر میں رونق افروز تھے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی ، چند صحابہ سرکار ﷺ کے ساتھ تھے، جن میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دستک دی تو صحابہ نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو ڈر گئے اور حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے : یا رسول اللہ ﷺ! باہر عمر بن خطاب کھڑے ہیں اور ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔

کہا حمزہ نے وہ جس طرح آتا ہے آنے دو
اُسے اندر بلالو جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلقِ محمد کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اُسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: ”دروازہ کھول دو

https://www.ashrafia.net

اگر عمر نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ رکھا تو ہم بھی ویسا ہی سلوک کریں گے اور اگر اس نے ذرا بھی گستاخی کی تو اُسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا"۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "دروازہ کھول دو! ہم دیکھیں کہ خطاب کا بیٹا عمر آج کس حال میں ہمارے دربار میں آیا ہے"۔ دروازہ کھولا گیا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "عمر! کیسے آئے؟" عرض کی: "گھر سے سر لینے کے لیے چلا تھا اور اب سر دینے کے لیے آیا ہوں"۔ اسی وقت بآوازِ بلند کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ صحابہ نے خوشی میں اس زور کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کی کہ مکہ کی پہاڑیاں اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجنے لگیں۔

جنگِ بدر میں شجاعت:

جنگِ بدر میں سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ آپ نے اپنے سینے پر شتر مرغ کا پَر لگایا ہوا تھا اور شیر کی طرح میدان میں گھوم رہے تھے۔ حضرت حارث تمیمی کہتے ہیں کہ: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں شتر مرغ کے پَر کا جھنڈا لیے ہوئے تھے۔ مشرکین میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ کون آدمی ہے؟ جو شتر مرغ کے پَر کا جھنڈا لیے ہوئے ہے؟ کہا گیا: یہ حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔ اس نے کہا: یہ وہی ہیں جنہوں نے ہم لوگوں کے خلاف بڑے بڑے کارنامے کیے ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے جنگِ بدر میں اُمیہ بن خلف نے پوچھا: اے عبد اللہ! یہ کون آدمی ہے، جو اپنے سینے پر شتر مرغ کا جھنڈا لگائے ہوئے ہے؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، حمزہ بن عبد المطلب اس نے کہ: یہ وہی ہیں جنہوں نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں

اُس زمانے میں جنگ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو لشکر آمنے سامنے ہوتے تھے تو دونوں جانب سے تین تین آدمی نکل کر جنگ کرتے تھے اور اس کے بعد عام جنگ شروع ہو جاتی تھی۔ جنگِ بدر میں بھی ایسا ہی ہوا، یہ اسلام کا پہلا معرکہ تھا کفار اور مسلمان پہلی مرتبہ لشکروں کی صورت میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ کفار غرور و تکبر کا پتلا بنے ہوئے تھے اور ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں کیونکہ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ مٹھی بھر مسلمان کبھی اس طرح ہمارے سامنے ہم سے لڑنے کے لیے کھڑے ہوں گے اور اس وقت بھی ان کے پاس سامانِ حرب، افرادی قوت اور دولت مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔ بظاہر تو ایسا ہی محسوس ہوتا تھا کہ آج یہ کفار مسلمانوں کو ختم کر دیں گے کیونکہ ایک جانب تین سو تیرہ نفوسِ قدسیہ جو بے سروسامانی کی کیفیت میں کھڑے تھے اور دوسری جانب ہزاروں کا لشکر جو سامانِ حرب سے پوری طرح لیس تھا۔ اسی لیے ان کا غرور، تکبر اور نخوت عروج پر تھی۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو کفار کی جانب سے عتبہ، شیبہ اور ربیعہ میدان میں آئے اور مسلمانوں کی جانب سے تین انصاری صحابہ میدان میں آئے (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

نزولِ وحی کی کیفیتیں

حضرت علامہ مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ

قرآن مقدس بذریعہ وحی نازل ہوا اور نزول وحی کی متعدد کیفیتیں ہوتی تھیں۔

پہلی کیفیت:

کبھی فرشتہ اس کو گھنٹی کی آواز کی طرح لاتا ہے جیسے کہ صحیح بخاری شریف میں وارد ہوا ہے:

واحیانایاتینی کصلصلته الجرس

کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نزولِ وحی کا آپ کو احساس ہوتا ہے؟ فرمایا: ''جھنکار کی آوازیں سنتا ہوں اور اُسی وقت خاموش ہوجاتا ہوں'' اسے ''وحی تصلصلی'' کہتے ہیں

دوسری کیفیت:

کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل اطہر میں کلام الٰہی پھونک دی جاتی تھی جیسا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک روح قدس نے میرے دل میں پھونک ماری''۔

تیسری کیفیت:

کبھی فرشتہ انسانی شکل میں حاضر ہوتا اور قرآنِ مقدس سناتا حضرت ابوعوانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: وحی کی یہ صورت تھی۔

چوتھی کیفیت:

کبھی فرشتہ اپنی اصلی شکل میں حاضر ہوتا اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سناتا، غارِ حرا شریف میں فرشتہ اپنی اصلی شکل میں ہی آیا تھا۔ اس کے عظیم جسم نے زمین وآسمان کے مابین کو بھر رکھا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت جرائیلی کو بنظر غائر ملاحظہ فرمایا حضرت عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حقیقت جرائیلی کو دیکھ لیا اور بے خود نہ ہوئے اگر جناب جرائیل حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے تو قیامت تک بے خود ہی رہتے''۔

احمد از بکشاید آں پر جلیل
تاابد بے ہوش ماند جبرائیل

پانچویں کیفیت:

کبھی حامل وحی فرشتہ سونے کی حالت میں آپ کے ہاں حاضر ہوتا تھا، بہت علماء کرام نے سورۃ الکوثر کو۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۳۲)

https://www.ashrafia.net

تاریخ

شیر و شکر

مدینہ طیبہ میں مہاجرین کی آبادکاری

جناب محمد مسعود صاحب

مہاجرین کا اطلاق ان مسلمانوں پر ہوتا ہے جو فتح مکہ سے قبل اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے زیادہ تعداد مکہ سے آنے والے لوگوں کی ہی تھی۔ جب قریش کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے بعض مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں جب یہ مسلمان مدینہ پہنچے تو وہاں اسلام کی اشاعت اور تیز ہوگئی ۔قریش نے یہ صورت حال دیکھی تو دار الندوہ میں تمام قبائل کے رؤسا کا اجلاس بلایا۔ جنھوں نے بحث و مباحثہ کے بعد بالا تفاق یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص لیا جائے اور یہ سب مل کر تلوار سے رسول اللہ ﷺ کا خاتمہ کر دیں (معاذ اللہ)۔ اس طرح تمام قبائل اس قتل میں شریک ہوں گے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کا خاندان یعنی بنی ہاشم تنہا ،تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکے گا ،اس لیے کسی قبیلے کو نقصان بھی نہیں پہنچ سکے گا، اسی دوران اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ کچھ اور اکابر صحابہ بھی آپ سے پہلے مدینہ آ گئے تھے ۔مدینہ کے مسلمان باشندے جنھوں نے مہاجرین کی مدد کی وہ ”انصار“ کہلاتے ہیں۔

دیگر قبائل کے علاوہ مدینہ میں انصار کے دو بڑے قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے۔ اسلام سے قبل ان میں سخت دشمنی اور منافرت پائی جاتی تھی لیکن اسلامی تعلیمات کی وجہ سے ان کی باہمی دشمنی دوستی میں بدل گئی، ان قبائل کے لیے ایک ہی لفظ یعنی ”انصار“ استعمال کیا گیا۔ یہ لوگ اپنی قبائلی عصبیت کو بھول کر اپنے آپ کو ایک برادری یعنی انصار برادری کے افراد سمجھنے لگے۔ اس طرح ان میں منافرت ختم ہو کر عدیم النظیر محبت و اتحاد پیدا ہو گیا۔ مہاجرین اپنا گھر بار، سامان، مال و دولت، غرض سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے راستے میں ہجرت کر کے آئے تھے ۔ سوائے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص اپنے ساتھ کچھ نہ لا سکا تھا، اگرچہ کچھ مہاجرین صاحب دولت بھی تھے لیکن جس افراتفری کی حالت میں وہ نکلے تھے اس میں ان کے لیے کچھ ساتھ لانا ممکن نہ تھا۔ انصار نے رسول اللہ ﷺ اور دیگر مہاجرین کی ہر ممکن اعانت اور ان

https://www.ashrafia.net

کے آرام وآسائش کا انتظام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مدینہ میں آنے کے بعد مہاجرین کو رہائش، خوراک اور ذرائع معاش کے مسائل تھے۔ جہاں تک امن کا سوال تھا انصار نے بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت یہ وعدہ کر لیا تھا کہ اگر مہاجرین پر کسی قسم کا حملہ ہوا تو ان کے ساتھ مل کر ان کا دفاع کریں گے۔

اس بیعت کا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت سے پہلے اہل مدینہ کی ایک کثیر تعداد مکہ آئی وہاں پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رابطہ پیدا کیا، آپ ﷺ نے ان کو ایک گھاٹی میں جس کا نام "عقبہ" تھا جمع فرمایا اور وہاں یہ بیعت لی گئی۔ اسی گھاٹی میں ایک سال قبل ایک اور بیعت لی گئی تھی، جس کو "بیعت عقبہ اولیٰ" کہا جاتا ہے۔ آپ نے مواخاۃ یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا۔ بھائی چارہ کا یہ رشتہ جن حضرات کے درمیان قائم ہوا ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

مہاجر	انصار
حضرت ابوبکر صدیق ؓ	حضرت خارجہ بن نوید ؓ
حضرت عمر بن خطاب ؓ	حضرت عتبان بن مالک ؓ
حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ	حضرت سعد بن معاذ ؓ
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ	حضرت سعد بن ربیع ؓ
حضرت زبیر بن العوام ؓ	حضرت سلامہ بن سلامہ ؓ
حضرت عثمان بن عفان ؓ	حضرت اُوس بن ثابت ؓ
حضرت سعید بن زید ؓ	حضرت ابی بن کعب ؓ
حضرت مصعب بن عمیر ؓ	حضرت ابوایوب ؓ
حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ ؓ	حضرت عباد بن بشر ؓ
حضرت عمار بن یاسر ؓ	حضرت حذیفہ بن یمان ؓ
حضرت ابوذر غفاری ؓ	حضرت منذر بن عمرو ؓ
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ	حضرت عدیم بن ساعدہ ؓ
حضرت سلمان فارسی ؓ	حضرت ابودرداء ؓ
حضرت بلال بن رباح ؓ	حضرت ابورویحہ ؓ

اس بھائی چارہ کے بعد مہاجرین اور انصار بھائی بھائی بن گئے ہر انصار اپنے مہاجر بھائی کے لیے ہر ممکن قربانی دینے کے لیے تیار نظر آتا تھا۔ اس مواخاۃ کی بدولت ایک طرف تو انصار کا تعلق اپنی مشرکوں قوم سے ختم ہوگیا اور دوسری طرف ان کے درمیان سے وہ تفرقہ بھی دور ہوگیا جو عرصہ دراز سے ان میں پایا جاتا تھا۔ تمام مسلمان مہاجر ہوں یا انصار ایک ہی برادری یعنی اسلامی برادری کے افراد بن گئے۔ اُخوت کا یہ رشتہ، رشتۂ نسل سے بھی زیادہ مضبوط ہوگیا۔

مواخات کا یہ رشتہ بظاہر اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ بے سروسامان مہاجرین کا عارضی طور پر کچھ انتظام ہو جائے لیکن یہ اقدام دراصل ایک اہم ضرورت کی تکمیل بھی تھی۔ اسلام انسان میں تہذیب، اخلاق پیدا کر کے اس کو انسان کامل بنانا چاہتا ہے رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت وتربیت سے مہاجرین میں اس قسم کے انسانوں کا ایک گروہ پیدا ہوگیا تھا، جن میں یہ وصف بھی تھا کہ ان کی صحبت میں دوسرے صاحبِ صلاحیت بھی

https://www.ashrafia.net

تربیت حاصل کرسکیں۔ چنانچہ ایک انصار کو ایک مہاجر کی صحبت میں رکھنے کا انتظام کیا گیا۔ ایسا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ فریقین میں وہ اتحاد موجود ہو جو شاگرد اور استاد میں تربیت کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اتنے کم عرصہ میں اتنے بہت سے لوگوں کی طبیعت کا اندازہ کر لینا نبوت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔

جب اہل مدینہ کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی تو وہ انتہائی جوش مسرت میں استقبال کے لیے دوڑے، قباء سے مدینہ تک لوگ دورویہ قطاروں میں کھڑے تھے۔ راستہ میں انصار کے قبائل میں سے ہر قبیلہ اصرار کرتا حضور ﷺ یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ جان ہے، دعائے خیر دیتے، شہر قریب آ گیا۔ جب حضور ﷺ کی سواری اس جگہ پہنچی جہاں اب مسجد نبوی ہے تو ہر آدمی کا یہ اصرار تھا کہ میزبانی کا شرف مجھ کو ہی حاصل ہو، آخر آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ: میری اُونٹنی جہاں ٹھہر جائے گی وہیں ہم قیام کریں گے"۔ اُونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہر گئی۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دومنزلہ تھا۔ انہوں نے اُوپر کی منزل پیش کی لیکن آپ ﷺ کے آنے جانے والوں کی آسانی کے لیے مکان کا نچلا حصہ پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ دونوں وقت آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا بھیجتے اور آپ ﷺ کے پاس سے جو کھانا بچ کر آتا اسی کو وہ اور اُن کی زوجہ کھا لیتے۔ آپ ﷺ نے ساتھ مہینے تک یہیں قیام فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد نبوی سے متصل ایک قطعہ زمین خریدی۔ حضور ﷺ نے اس زمین پر ازواج مطہرات کے لیے مکان بنوائے۔ یہ مکان کچی اینٹوں کے تھے۔ یہ مکانات چھ چھ سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لمبے تھے۔ دروازوں پر کمبل کا پردہ لٹکا رہتا تھا۔

سید المرسلین ﷺ کے انصار پڑوسیوں میں حضرت سعد بن عبادہ حضرت سعد بن معاذ، حضرت عمارہ بن حزم اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیج دیا کرتے تھے اور یہی حضور ﷺ نوش فرماتے تھے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ رات کے کھانے پر ایک بادیہ میں سالن، دودھ یا گھی بھیجتے تھے، حضرت اُم انس نے اپنی جائیداد حضورِ انور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے جائیداد قبول فرما کر حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دی حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا حضور سید المرسلین ﷺ کی دایہ تھیں۔

مہاجرین کے لیے رہائش کا یہ انتظام ہوا کہ انصار نے اپنے گھروں کے آس پاس کی زمینیں اپنے مہاجر بھائیوں کو دے دیں، جن کے پاس زمینیں نہیں تھیں انہوں نے اپنے رہائشی مکانات دے دیئے۔ سب سے پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین پیش کی۔ حضرت عثمان، حضرت

https://www.ashrafia.net

مقداد، حضرت عبید رضی اللہ عنہم کو انصار نے اپنے مکانات کے قریب زمینیں دیں۔ بنو زہرہ مسجد نبوی کے پیچھے آباد ہوئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہاں ایک قلعہ (یا گڑھی) تعمیر کی۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو زمین کا ایک بڑا قطعہ ملا، انصار کا ایثار دیکھئے۔ حضرت سعد ابن الربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ کو گھر کی چیزوں کا جائزہ دے کر ان سے ان چیزوں کا آدھا حصہ لے لینے کی درخواست کی لیکن انہوں نے اس پیشکش کو منظور نہیں فرمایا انصار نے جس ہمدردی اور محبت کے ساتھ مہاجرین کی مہمان نوازی کی دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مہاجرین کو ان سے بہت بڑا اسہارا تھا۔

ایک دفعہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: میں بھوکا ہوں۔ آپ ﷺ نے گھر میں دریافت فرمایا، تو کھانے کو کچھ نہ تھا۔ پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ''کوئی ہے جو آج ان کو اپنا مہمان بنائے''۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنا مہمان بنالیا۔ گھر آئے تو معلوم ہوا کہ صرف بچوں کا کھانا موجود ہے آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ چراغ بجھا دو اور وہی کھانا مہمان کے سامنے لا کر رکھ دو۔ چراغ بجھا دیا گیا اور تینوں ساتھ ہی کھانا کھانے بیٹھ گئے میاں بیوی اس طرح ہاتھ چلاتے رہے گویا کچھ کھا رہے ہیں صحابہ کا ایک گروہ ایسا تھا جنہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح عبادت کرنے اور رسول اللہ سے تربیت حاصل کرنے میں لگا دیا تھا۔ یہ لوگ ایک چبوترے پر رہتے تھے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارے پر مسجد سے ملا ہوا تھا۔ ان کو اصحاب صفہ یعنی چبوترے والے کہا جاتا ہے یہ لوگ غیر شادی شدہ تھے ان میں سے کچھ لوگ جنگل سے لکڑیاں لاتے بیچ کر اپنے بھائیوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتے۔ جب کبھی صدقہ کا کھانا آتا تو حضور ان کے پاس بھیج دیتے اور جب دعوت کا کھانا آتا تو بلا کر اپنے ساتھ کھلاتے۔ کبھی مہاجرین اور انصار سے فرما دیتے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ہر شخص ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو کہ نہایت فیاض اور دولت مند تھے کبھی کبھی اپنے ساتھ چند مہمانوں کو لے جاتے تھے۔ انصار کی ہمدردی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جب بحرین کا علاقہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ بحرین کی زمینیں تم میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ انصار نے عرض کیا کہ پہلے ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اتنی ہی زمینیں دے دیجئے تب ہم لیں گے۔ مہاجرین کے لیے ذرائع معیشت پیدا کرنے کا مسئلہ کئی طریقوں سے حل کیا گیا۔ مکہ کے لوگ تجارت پیشہ تھے یہاں آ کر بھی انہوں نے تجارت شروع کر دی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرتے تھے اسی بازار میں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت شروع کر دی۔ ابتداء انہوں نے کچھ گھی اور پنیر بیچنا شروع کیا۔ کچھ ہی دنوں میں اتنے پیسے ہو گئے کہ شادی کر لی۔

https://www.ashrafia.net

ان کی تجارت میں یہاں تک ترقی ہوئی کہ ان کا سامان تجارت سات سات سو اونٹوں پر لاد کر آتا تھا جس روز مدینہ میں یہ سامان پہنچتا تھا ہر طرف اس کا چرچا ہو جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت شروع کر دی تھی ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے ان کا کارخانہ مقام نسخ میں تھا۔ اسی طرح دوسرے صحابہ نے بھی کچھ نہ کچھ تجارت شروع کر دی تھی۔ ابتدائی دور میں بعض مہاجرین مقررہ اجرتوں پر لوگوں کے یہاں باغوں دکانوں میں کام کرتے تھے لیکن ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جب کہ وہ پیداوار اور منافع میں مخصوص حصہ کے ساتھ شریک بھی کئے گئے ہیں۔ انصار عام طور پر زراعت پیشہ تھے ان کے پاس باغات اور نخلستان تھے انصار نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ یہ باغات ہمارے مہاجر بھائیوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں۔ مہاجرین چونکہ تجارت پیشہ تھے اور زراعت کے فن سے ناواقف تھے اس لیے آپ نے مہاجرین کی طرف سے انکار فرمایا۔ انصار نے کہا کہ ہم کاروبار تو خود کر لیں گے لیکن پیداوار میں آدھا حصہ مہاجرین کا بھی ہوگا۔ مہاجرین مکہ کے علاوہ دوسری جگہوں سے لوگ آئے تھے ان میں صنعت کار بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مختلف پیشے اختیار کرنے پر زور دیا جو اس وقت مدینہ میں مروج نہیں تھے۔ مثلا سوزن کاری اور دوا سازی وغیرہ۔ اس قسم کی صنعتوں سے بھی کچھ معاشی مسئلہ حل ہو گیا۔ اس کے علاوہ مویشیوں کو پال کر بھی ذریعہ معاش پیدا کیا گیا۔

مدینہ کے گرد جو زمینیں پڑی ہوئی تھیں ان سے چراگاہوں کا کام لے کر ریوڑ پالے جانے لگے۔ اس طرح بہت سے لوگوں کے لیے کام نکل آیا۔ حضور سید عالم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بالاشتراک تجارت، زراعت اور صنعت پر زور دیا تا کہ مہاجرین زیادہ سے زیادہ کام پر لگ جائیں اور ان کی آبادکاری ہو جائے ۔ غرض حضور خاتم النبیین ﷺ کے حسن تدبر سے انصار و مہاجرین کی باہمی محبت سے بہت جلد مسئلہ مہاجرین حل ہو گیا اور مسلمانوں کی ملی ہیت مستحکم ہو گئی۔

شش عید کے روزے

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر چھ دن شوال میں روزے رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو''۔

(مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۴۲۵، الحدیث ۵۱۰۲)

خلیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی اشرفی علیہ الرحمۃ الہادی فرماتے ہیں:

''یہ روزے عید کے بعد لگاتار رکھے جائیں تب بھی مضائقہ نہیں اور بہتر یہ ہے کہ متفرق (ناغہ کر کر کے) رکھے جائیں یعنی ہر ہفتے میں دو روزے اور دو عید الفطر کے دوسرے روز ایک روزہ رکھ لے اور پورے ماہ میں رکھے تو اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے''۔ (سنی بہشتی زیور، ص:۳۴۷)

الغرض عید الفطر کا دن چھوڑ کر سارے مہینے روزے رکھ سکتے ہیں

https://www.ashrafia.net

والدین کے حقوق

حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ

زندگی خود بڑی نعمت ہے اور اس زندگی کو پروردگار عالم نے بے پناہ نعمتوں سے مالا مال کیا ہے ہر لمحہ ہر ساعت ہر دن ہر سانس بہت بڑی نعمت ہے۔ کچھ نعمتیں اور بھی ہیں جو انسان کے گرد و پیش ہوتی ہیں مگر انسان یا تو ان سے غافل ہے یا اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کی صحیح قدر و قیمت سے واقف نہیں۔ ان میں سب سے زیادہ قابل قدر نعمت اپنی عظمت اور اہمیت کے لحاظ سے والدین ہیں۔ جن کی دعا کامیابی کی ضامن اور جن کی بددعا تباہی کا موجب ہے۔ معاشرتی زندگی میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے حق کے ساتھ والدین کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے شکر کے ساتھ یہ تاکید بھی کی ہے کہ والدین کے شکر گزار رہو۔ ارشاد باری ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ

ترجمہ: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

(پارہ: ۱۲ سورۃ لقمان، آیت: ۱۴)

محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی انسانیت اور شرافت کا اولین تقاضہ ہے وجود انسانی کا محسوس سبب والدین ہیں۔ وہی اس کی پرورش و نگہداشت کرتے ہیں، اس کی ہر ضرورت کا خیال کرتے ہیں، اس کی راحت کے لیے خود تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اور بیشمار تکالیف اُٹھانے کے باوجود اس کی درازیٔ عمر کی دعا کرتے ہیں اور ہر طرح کی قربانی دے کر اس کو اس لائق بناتے ہیں کہ وہ ایک مؤثر اور مفید وجود کی حیثیت سے سوسائٹی میں زندگی گزار سکے۔ اس غیر معمولی قربانی اور بے مثل سرپرستی کا تقاضہ ہے کہ انسان والدین کا ہر لمحہ ادب و احترام کرے۔ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو دیکھا ایک سے پوچھا دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اس نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو ان کا ادب کرنا نہ ان کا نام لینا نہ کبھی ان کے آگے چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔ اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو ہم دیکھیں گے کہ تقریباً یہ صورت ہر ایک کے ساتھ پیش آتی ہے کہ ایک وقت وہ آتا ہے کہ اولاد والدین کی پرورش اور تربیت کی وجہ سے اس قابل ہو جاتی ہے کچھ کمانے لگتی ہے، کسی اچھے عہدے پر فائز ہوتی ہے، صاحب مال ہو

https://www.ashrafia.net

جاتی ہے اس وقت اس پر یہ گراں گزرتا ہے کہ وہ اپنا مال اپنا وقت اور اپنی صلاحیتوں کو اپنے والدین پر صرف کریں۔ قرآن پاک میں اس سلسلے میں ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے (پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۵)

یعنی خدا کی راہ میں جو خرچ کرتے ہو وہ اس سے واقف ہے ضرور اس کا اجر دے گا لیکن اس مال کے مستحق سب سے زیادہ تمہارے والدین ہیں یعنی تمہارے مال میں سب سے پہلا حق تمہارے والدین کا ہے۔

پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اولاد جوان اور والدین بوڑھے جاتے ہیں یوں کہ لیجیے اولاد طاقتور اور والدین کمزور ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت وہ اولاد کی توجہ اور اولاد کی خدمت کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں اکثر اولاد کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان چھڑانے اور خدمت والدین سے گریزاں ہوتی ہے بلکہ اس پر خدمت والدین شاق گزرتا ہے۔

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے:

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا

ترجمہ: اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ (پارہ: ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳)

اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ خدمت والدین صرف بڑھاپے میں ہی کرنی ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہر عمر میں والدین کی خدمت ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اور عاجزی کا اظہار کرنا ہے بڑھاپے میں تو خصوصاً وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ اس عمر میں کمزوری کے باعث قوت برداشت کم ہو جاتی ہے، مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کی مرضی اور ان کے مزاج کا خیال رکھا جائے بلکہ عاجزی اور انکساری سے پیش آیا جائے۔

عاجزی اپنے وسیع تر مفہوم میں اس طرف دلالت کر رہی ہے کہ ادب، احترام عقیدت محبت اور خدمت سب اس میں شامل ہے خدمت بار گراں نہ ہو ادب واحترم میں دکھاوا نہ ہو بلکہ دلی جذبات شامل ہوں یہی نہیں بلکہ ان کے لیے دعا بھی کرو اور خدمت کر کے دعا بھی لو بلکہ دعا کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے دعا یوں کرو:

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

ترجمہ: اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (پارہ: ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۴)

یعنی حالت بچپن میں جب میں انتہائی مجبور اور بے بس تھا۔ اتنا کمزور تھا نہ خود کھا سکتا تھا نہ پی سکتا تھا، نہ چل سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ ان حالات میں میرے والدین نے رحمت شفقت ومحبت سے میری پرورش کی۔ اولاد کی پرورش میں والدین کو بے حد محنت اور مشقت سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اس میں باپ کے

https://www.ashrafia.net

مقابلہ میں ماں کا حصہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں دونوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے ماں کے دکھوں کو بہت پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور ماں کی اطاعت اور خدمت کے لیے ماں کی اس تکلیف کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ (پارہ:۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت:۱۵)

ان تکالیف اور مشقتوں پر اگر نگاہ ڈالیں تو ماں کی قدر و منزلت کا احساس ہوتا ہے۔ اسی لیے فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ اس کی بھی تاکید ہے کہ ماں باپ کی بے ادبی حکم عدولی نافرمانی مت کرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل وخوار ہو) کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور (خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث جس کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ حکم خداوندی کے ماتحت ماں باپ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لیے صبح ہی سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر وہ ماں باپ کا نافرمان رہا تھا تو اس کے لیے جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگرچہ ماں باپ ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں“۔

یہاں یہ پیش نظر رہے کہ ماں باپ ظالم نہیں ہوتے اگر وہ ظالم ہوتے تو بچے کو اس وقت ہی ختم کر دیتے جب بچپن میں ماں باپ انتہائی تکلیف اُٹھا کر اس کو پال رہے تھے۔ نہ صرف پرورش کر رہے تھے بلکہ وہ انتہائی تکلیف اُٹھانے کے باوجود اپنے بچے کے لیے درازئ عمر کے لیے دعا مانگتے رہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کا اس طرف اشارہ ہے اگرچہ کوئی ناسمجھ اولاد اپنی کم فہمی کی وجہ سے والدین کو ظالم خیال کرتی ہو پھر بھی والدین کی خدمت اطاعت اولاد پر لازم ہے۔ بڑی عجیب بات ہے اگر اسی اولاد سے جو اپنے والدین کو خود یا کسی کے کہنے میں ظالم خیال کرتی ہے اس سے یہ کہا جائے گا کہ وہ اپنی اولاد کے حق میں ظالم ہے تو وہ ناراض ہو جائے گا بلکہ وہ کہے گا کہیں کوئی ماں باپ اپنی اولاد کے لیے ظالم ہو سکتے ہیں لیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ اپنے والدین کو ایسا کیوں سمجھتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والدین کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے لیے جنت اور دوزخ ہیں اگر تو ان کو راضی رکھے گا تو جنت میں جائے گا اور اگر والدین کو ناراض کیا تو جہنم میں جائے گا“۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

https://www.ashrafia.net

نے ارشاد فرمایا: پروردگار کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے پروردگار کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے (ترمذی)

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے صحابہ نے عرض کیا: کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے وہ پلٹ کر اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

ان احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ والدین کا احترام، ان کا ادب، ان کی خدمت پر کتنا زور دیا گیا ہے اور ان کی نافرمانی بے ادبی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم والدین کی عظمت اور احترام سے غافل ہیں اس غفلت کی وجہ سے ہم سے بہت سی کوتاہیاں سرزد ہو رہی ہیں اور ان کوتاہیوں کی وجہ سے ہم سعادت فلاح سے محروم ہیں ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم فلاح دارین سے محروم نہ رہ جائیں

پروردگار عالم کی یہ رحیمی اور کریمی ہے کہ اس نے خدمت والدین کے اجر وثواب کو ان کی زندگی تک محدود نہیں رکھا بلکہ والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کو نہ بھولیے بلکہ ان کے لیے دعا مغفرت بھی موجب اجر وثواب ہے اس سے مرحوم والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اولاد اجر وثواب کی مستحق ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے یہ کیونکر ہوا؟ پروردگار عالم کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے تمہاری اولاد تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرتی رہی ہے ان کی دعا قبول کرلی گئی۔

عظمت والدین یہ ہے نہ صرف ان کی زندگی میں ان کی عزت احترام، خدمت اور حقوق کا خیال رکھیں بلکہ ان کے انتقال کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کریں بلکہ والدین کے رشتہ دار اور احباب کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا چاہیے ان سے بے نیازی، لاپرواہی دراصل والدین سے بے نیازی لاپرواہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "تم اپنے آباء واجداد سے لاپرواہی نہ برتو ماں باپ سے بے پرواہی برتنا خدا کی ناشکری ہے اگر زندگی میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں کچھ کوتاہی ہوگئی ہو تو پھر بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں مرنے کے بعد ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے رہیں امید ہے کہ پروردگار عالم آپ کی کوتاہیوں کو درگزر فرما دے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر کوئی زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی کا یا دونوں کا انتقال ہوگیا تو اس کو چاہیے کہ والدین کے لیے برابر دعائے مغفرت کرتا رہے، یہاں تک کہ پروردگار عالم اس کی غلطی کو معاف کردے اور اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں شامل کرلے"۔

https://www.ashrafia.net

دنیا کی خوش نصیب ساس

جن کے چھ داماد دنیا کے عظیم المرتبت داماد تھے

حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا

جناب عارف دہلوی (مرحوم)

دامادوں کے معاملے میں اتنی خوش نصیب ساس دنیا میں کوئی نہیں گزری جتنی کہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ قبیلہ بنو جراش کی مشہور خاتون تھیں، آپ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں۔ دونوں شوہروں سے دو دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان چاروں لڑکیوں میں ایک لڑکی نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں، اس طرح حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کے چھ داماد ہوئے۔ چھ کے چھ داماد دنیا کے عظیم المرتبت داماد تھے، ان میں سے ایک داماد حضور اکرم ﷺ تھے، اس لحاظ سے حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا دنیا کی خوش نصیب ترین ساس تھیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

پہلے داماد: سرکار دو عالم ﷺ یہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت میمونہ بنت الحارث تھیں جو حضور جانِ عالم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں۔

دوسرے داماد: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کی دوسری صاحبزادی لبابہ بنت الحارث تھیں جنہیں "اُم الفضل" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔

تیسرے داماد: حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کی تیسری صاحبزادی حضرت سلمی بنت عمیس تھیں جو حضور ﷺ کے دوسرے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔

چوتھے داماد: حضرت جعفر ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی صاحبزادی حضرت اسماء بنت عمیس تھیں جن کی پہلی شادی حضورِ انور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

پانچویں داماد: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ہند بنت حماطہ رضی اللہ عنہا کی یہی وہ صاحبزادی ہیں (یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) جن کے پہلے شوہر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی دوسری شادی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

چھٹے داماد: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت اسماء کے تیسرے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

طلاق کے مسائل... حصہ آخری

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ **"تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے"** تو اس صورت میں بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

جواب: عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اُس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اگر چہ وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سنا نہیں اور اُسے اختیار انہیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں اُسے اس کا علم ہوا، اُس کا اعتبار ہے۔

سوال: رجعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: رجعت کے یہ معنی ہیں کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو، عدّت کے اندر اُسے اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔

سوال: رجعت کس سے ہوتی ہے؟

جواب: رجعت اُسی عورت سے ہوسکتی ہے جس سے وطی کی ہو، اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو نہیں ہوسکتی اگر چہ اُسے شہوت کے ساتھ چھوا یا شہوت کے ساتھ فرجِ داخل کی طرف نظر کی ہو۔ (در مختار، ردالمحتار)

سوال: رجعت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کردے کہ عدّت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگر چہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ اور خلافِ سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (جوہرہ)

سوال: اگر شوہر نے رجوع کرلیا اور عورت کو خبر نہیں ہوئی اور عورت نے کہیں اور نکاح کرلیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: شوہر نے رجعت کرلی مگر عورت کو خبر نہ کی اُس نے عدّت

https://www.ashrafia.net

پوری کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کر دی جائے گی اگر چہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو (در مختار)

سوال: رجعت یعنی رجوع کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب: رجعت کے الفاظ یہ ہیں میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا، یا روک لیا یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ اِن میں بلا نیت بھی رجعت ہو جائے گی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے، ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: کیا الفاظ کے علاوہ بھی کسی طریقے سے رجوع ہو سکتا ہے؟

جواب: جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائے گی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونھ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرجِ داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت ہو جب بھی رجعت ہو جائے گی اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جب کہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یوہیں اُسے برہنہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

سوال: کیا رجوع کے لیے عورت کی رضامندی بھی ضروری ہے؟

جواب: رجعت میں عورت کی رضا کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار بھی کرے جب بھی ہو جائے گی بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجعت باطل کر دی یا مجھے رجعت کا اختیار نہیں جب بھی رجعت کر سکتا ہے۔ (در مختار)

سوال: کیا مطلقہ عورت زیب و زینت اختیار کر سکتی ہے؟

جواب: طلاق رجعی کی عدت میں عورت بناؤ سنگار کرے جب کہ شوہر موجود ہو اور عورت کو رجعت کی اُمید ہو اور اگر شوہر موجود نہ ہو یا عورت کو معلوم ہو کہ رجعت نہ کرے گا تو زینت اختیار نہ کرے، طلاق بائن اور وفات کی عدت میں زینت حرام ہے اور مطلّقہ رجعیہ کو سفر میں نہ لے جائے بلکہ سفر سے کم مسافت تک بھی نہ لے جائے جب تک رجعت پر گواہ نہ قائم کر لے، یہ اُس وقت ہے کہ شوہر نے صراحۃً رجعت کی نفی کی ہو ورنہ سفر میں لے جانا ہی رجعت ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال: حلالہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی اُس عورت سے وطی بھی کر لے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اوّل سے نکاح ہو سکتا ہے۔ (عامہ کتب)

سوال: خلع کسے کہتے ہیں؟

جواب: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں، عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع

https://www.ashrafia.net

نہیں ہوسکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔

سوال: خلع کی شریعت کب اجازت دیتی ہے؟

جواب: اگر زوج وزوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ)

سوال: خلع میں کب بدل لینا جائز ہے اور کب بدل لینے کی اجازت نہیں ہے؟

جواب: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاء جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال: کیا نابالغ لڑکا اپنی بیوی کو خلع دے سکتا ہے؟

جواب: نابالغ لڑکا نہ خود خلع کرسکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا باپ۔ (ردالمحتار)

سوال: عورت کا جو مہر نکاح میں مقرر ہوا تھا اس پر خلع ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! عورت کے مہر پر بھی خلع ہوسکتا ہے۔

بقیہ ''نزولِ وحی کی کیفیتیں''

اسی قسم کی وحی سے قرار دیا ہے، نیز انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں کا اصول مسلمہ ہے۔ قرآن مقدس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کو بیان فرمایا ہے:

يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ

ترجمہ: اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ (پارہ: ۲۳، سورۃ الصفت، آیت: ۱۰۲)

اس خواب کی بات کو سن کر جناب اسمٰعیل علیہ السلام نے باتامل فرمایا

يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

ترجمہ: اے والد محترم! آپ وہ کر گزرے جس کا آپ کو حکم ملا ہے۔ (پارہ: ۲۳، سورۃ الصفت، آیت: ۱۰۲)

لفظ سے واضح ہے کہ نبی کو خواب میں ''**ذبح اسمٰعیل**'' کا حکم دیا گیا ہے یہ ''**وحی منامی**'' کہلاتی ہے۔

چھٹی کیفیت:

کبھی رسول اللہ ﷺ کو حالتِ بیداری میں خود خالق کائنات جل مجدہٗ ارشادات سے نوازتا ہے جیسا کہ شبِ معراج ہوا یا بحالتِ خواب ربِ قدوس اپنی زیارت سے نبی کو مشرف فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا:

رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلی

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو خواب میں نہایت احسن صورت میں دیکھا تو اس نے پوچھا: فرشتے کاہے میں جھگڑ رہے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

خواتین کا صفحہ

شہزادیٔ کونین، سیدۂ کائنات

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں افضل ترین ہستی جانِ کونین ﷺ کی ہستی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی عظمت و بزرگی عطا فرمائی جو جو اِن کے قریب ہوا ہے وہ بھی افضل ہو گیا۔ ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے اور شخصیت اس نسبت کی بدولت افضل و ارفع ہو گئی۔ ان کی اصل کو اللہ تعالیٰ نے شرک و کفر کی آلودگی سے پاک وصاف رکھا اور نسل کے لیے آیت تطہیر نازل فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جانِ کونین ﷺ کو اُم المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے چھ بچے عطا فرمائے۔ چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے۔

صاحبزادیاں:

(۱) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

(۲) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

(۴) حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

صاحبزادے:

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنی کنیت **"ابوالقاسم"** رکھی۔

چاروں صاحبزادیاں اور دونوں صاحبزادے حضور ﷺ کے زمانۂ بعثت سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔

جب کہ دونوں صاحبزادے اعلانِ نبوت سے پہلے وصال فرما گئے تھے۔ چاروں صاحبزادیوں نے زمانۂ اسلام پایا اور حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔

سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جن کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔

دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

تیسری صاحبزادی حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

چوتھی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زوجہ

https://www.ashrafia.net

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

چاروں صاحبزادیوں پر اہلسنت کا اجماع ہے۔

تینوں صاحبزادیوں کی سیرت پر مضامین تحریر کر چکے ہیں اور قارئین الاشرف ان کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج ہم جس ہستی کے لیے قلم اُٹھا رہے ہیں وہ سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں

نام نامی: فاطمہ

القاب: بتول سیدہ النساء، افضل النساء، خیر النساء، صدیقہ زہرا، طاہرہ، راضیہ، مرضیہ اور محدثہ مشہور ہیں۔

ولادت: آپ کی ولادت کے وقت جانِ کونین ﷺ کی عمر مبارک ۴۱ برس تھی اور اسی سال کعبہ کی تعمیر نو ہوئی۔

(طبعات ابی سعد، تہذیب الکمال)

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کا بچپن:

اعلانِ نبوت کے ایک سال بعد پیدائش ہوئی۔ اُس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۵۶ سال تھی۔

صدمۂ اوّل:

ابھی جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۵ برس تھی کہ والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ایک پانچ سالہ بچی جو ابھی تربیت کی منازل طے کر رہی تھی اور والدین سخت آزمائشی دور سے گزر رہے تھے۔ مکہ کا ماحول والدِ محترم کے خلاف تھا۔ چاروں طرف خوف و ہراس کا عالم، پورا خاندان گھر سے شعب ابی طالب میں سخت حالات سے دو چار، اس ماحول میں ماں کا ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ جانا!! اُس دور میں اس کم عمری کا اندازہ کریں۔ پانچ سالہ بچی کس قدر نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو سکتی ہے۔ یہ بڑا دردناک المیہ تھا، لیکن اس صدمہ نے حضرت سیدہ کو مقدس و محترم والدِ جانِ کونین ﷺ کی توجہ کا مرکز بنا دیا۔

اب جانِ کونین ﷺ ان کو ماں اور باپ دونوں کی شفقتوں سے نواز رہے تھے آپ اپنی بہنوں سے ہی کھیلتیں۔ جانِ کونین ﷺ نے گھر کے کام کاج اور امورِ خانہ داری کے لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، ان بچیوں کی تکلیف کسی قدر کم ہوئی۔

یہ دور جانِ کونین ﷺ کے لیے بڑا سخت تھا، ہر طرف مخالفین کا دور دورہ تھا۔ پھر بھی آپ بچیوں کے لیے وقت نکالتے۔ سیدہ کیونکہ سب سے چھوٹی تھیں آپ بہت محبت فرماتے تھے۔ وہ میرے حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا تھیں، دل کا سرور تھیں آنکھوں کا نور تھیں، ان کی دلجوئی فرماتے۔ اُس وقت روئے زمین پر یہ گھرانہ بڑا منفرد گھرانہ تھا۔ بظاہر تمام بے سروسامانی کے باوجود عزم و استقلال ان پر ناز کرتا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے جب ہوش سنبھالا تو دنیائے کفر کو اپنے عظیم والد کا دشمن پایا، یہ ہر طرح تکلیف دے کر خوشی محسوس کرتے۔ ایک مرتبہ آقائے دو جہاں ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ ایک تازہ کٹے ہوئے اُونٹ کی اوجھڑی آپ پر ڈال دی آپ ﷺ سجدہ میں تھے، اس کے بوجھ سے سر اُٹھانے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا تشریف

https://www.ashrafia.net

لائیں اور رو رو کر عقبہ کے لیے بددعا فرمائی اور وہ بوجھ بابا جان ﷺ کے اُوپر سے اُتارا۔ اس خطرناک ماحول میں اپنے والد کے عزم واستقلال کو ملاحظہ فرمائیں کہ آپ ﷺ کس قدر سخت حالات میں اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے۔

باپ کا سایہ ان کے لیے بہت بڑا سایہ تھا لیکن ماں یاد آتیں تو عرض کرتیں: والدہ کہاں ہیں؟ کب آئیں گی؟ لیکن صادق و آمین ﷺ فرماتے کہ: ''بیٹی! وہ اب وہاں چلی گئیں جہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں آیا''۔ اس موقع پر بھی صداقت کا لحاظ فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی بہنوں کا ساتھ محلے کی بچیوں کے ساتھ کھیلتیں۔

جانِ کونین ﷺ کو جب تبلیغ سے فرصت ملتی آپ ﷺ ان بچیوں کو وقت عنایت فرماتے، ان کی دلجوئی فرماتے۔ جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کیونکہ سب سے چھوٹی تھیں تو اس لیے آپ ﷺ ان سے بہت لاڈ فرماتے تھے۔ جو مقدس ہستی جو کُل کائنات کے لیے تعلیم وتربیت تھے، اپنی اولاد کی تربیت کس قدر توجہ سے فرماتے ہوں گے۔ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا آغوشِ مصطفےٰ ﷺ کی تربیت گاہ سے براہِ راست فیض حاصل کرتیں۔ جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد سے بے انتہاء محبت تھی بیٹیاں باپ سے بہت محبت کرتیں ہیں، ان کے والد تو مخلوقِ خدا میں سب سے افضل واکرم تھے۔

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو آئیڈیل بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی چال ڈھال بلکہ ہر ادا سے شانِ رسالت ﷺ کا پَرتو نظر آئیں۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں نے تمام حرکات وسکنات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی پوری تقلید کرتے ہوئے دیکھا بلاشبہ میں نے فاطمہ کو رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ پایا''۔

جانِ کونین ﷺ کی جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت فاطمہ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوجاتے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے، اپنی مسند پر بٹھاتے اور جب جانِ کونین ﷺ ان کے گھر تشریف لاتے تو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کھڑے ہو کر استقبال کرتیں۔

(جامع ترمذی، باب ما جاء)

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آیت تطہیر نازل ہوئی اس وقت حضور ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور امام حسین کو بلایا اور اپنی چادر میں ڈھانپ لیا اور دعا فرمائی: **''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں گناہوں کی آلائش سے محفوظ فرما اور انہیں سراپا طہارت بنادے''۔**

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: کیا میں اہل بیت سے نہیں؟ فرمایا: **''کیوں نہیں''۔**

غلام رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''آپ ﷺ جب سفر کے لیے تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں جنابِ

https://www.ashrafia.net

سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے ان کے گھر تشریف لے جاتے''۔

(کتاب الاستعجاب فی معرفت اصحابہ)

حضور سیدِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یہ میرا دل ہے، یہ میری روح ہے، جس نے اِسے اذیت دی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت دی''۔ (صحیح بخاری)

اور فرمایا: حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے: ''جس سے تمہاری جنگ اُس سے میری جنگ اور جس سے تمہاری صلح اُس سے میری صلح''۔ (جامع ترمذی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے غضب ناک ہونے سے غضبناک اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے''

(اسد الغابہ)

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے فاطمہ سے بڑھ کر کسی اور کو حضور ﷺ کے سیرت و اخلاق اور طریقہ کے مشابہ نہیں پایا۔ ان کی نشست و برخاست حضور ﷺ کے مطابق تھی''۔

تعلیمِ اُمت:

باپ بیٹی کی یہ محبت اُمت کے لیے بہترین تعلیم ہے۔ اگر باپ ہو تو بیٹیوں سے ایسے محبت کرو اور جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل بتا رہا ہے باپ کی کس طرح تعظیم کی جاتی ہے۔ جانِ کونین ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت فرماتی تھیں۔

اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب خیبر سے تشریف لائیں تو اپنے کانوں کے جھمکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو تحفے میں عنایت فرمائے۔

نکاح:

مدینہ طیبہ میں جب جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا سنِ بلوغ کو پہنچیں تو مختلف جگہ سے نکاح کے پیغامات آنے لگے۔ جانِ کونین ﷺ نے بڑے بڑے گھرانوں کو صاف جواب دے دیا اور جنابِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا پیغام جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کے لیے قبول فرمایا۔

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جو دولتِ دنیا سے قطعاً بے نیاز تھے لیکن علم و حکمت اور اخلاق و اعمال کا عظیم سمندر تھے۔ قناعت اور شجاعت کی دولت سے مالا مال تھے۔ یہ وہ شخصیت تھے جنہوں نے اُم المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور ان کی عمر نو سال تھی۔ انہوں نے جانِ کونین ﷺ سے خاص تربیت حاصل کی۔ آپ **''مزاج شناسِ رسول''** تھے۔

بطورِ مہر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ: شادی کے لیے تمہارے پاس کیا ہے؟ تو ایک تلوار، ایک اُونٹ اور ایک زرہ تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے تلوار اور اُونٹ تو منع فرما دیا البتہ زرہ کو بیچنے کا حکم دیا۔ اس زرہ کی قیمت چار سو درہم یا اس سے کچھ زائد تھی جسے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے خرید لیا اور

رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ پھر فرمایا: ''علی! اب زرہ کا میں مالک ہوں مجھ کو اختیار ہے کہ جو چاہوں کروں''۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: ''بے شک'' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھ سے زیادہ آپ اس کے حقدار ہیں لہٰذا میں یہ زرہ آپ کو ہبہ کرتا ہوں''۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کی سخاوت پر بہت خوش ہوئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں خدمتِ رسول ﷺ میں حاضر تھا، چہرۂ اقدس پر آثارِ وحی نمودار ہوئے، اس کے بعد جانِ کونین ﷺ نے فرمایا: ''انس! مجھے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں''۔ پھر گھر میں جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''علی تم سے نکاح کے خواستگار ہیں۔ جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خاموش ہو گئیں آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے آئے۔ تمام مہاجرین و انصار جمع ہو گئے، حضور ﷺ نے خطبۂ نکاح پڑھا اور فرمایا: ''میں نے چار سو مثقال مہر کے عوض فاطمہ کو تیرے نکاح میں دے دیا، تم کو منظور!''۔ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مجھے منظور ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اللہ! تم دونوں پر برکت نازل فرمائے اور تم سے پاک اولاد پیدا ہو''۔ (المواھب)

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ۳۶۰ درہم دیئے کہ فاطمہ کے جہیز کا انتظام کرو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا چھواروں کا طشت منگوا کر فرمایا: ''اس میں سے جس کا جتنا جی چاہے لے لے''۔ سب نے جی بھر کر لیا۔

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کا جہیز:

۱) روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر
۲) ایک چمڑے کا بچھونا
۳) دو تکیے
۴) ایک چادر (ریشمی)
۵) دو مٹی کے برتن (پانی کے واسطے)
۶) دو چادریں
۷) ایک چکی
۸) ایک پلنگ
۹) جائے نماز
۱۰) نرم اُون کا ایک پردہ

جانِ کونین ﷺ نے جہیز دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور برکت کی دعا کی۔

جس وقت نکاح ہوا جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۵ سال پانچ ماہ تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک ۲۱ سال تھی۔ یہ دوسری ہجری کا آخیر تھا۔

اس طرح شہنشاہِ کون و مکاں ﷺ نے جنتی عورتوں کی سردار کو جنتی مردوں کے سردار کے نکاح میں دے کر رخصت کیا۔

کتب میں لکھا ہے: جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا نکاح کے ساڑھے سات ماہ بعد رخصت ہوئیں۔

رخصتی کے دوسرے روز جانِ کونین ﷺ ان کے گھر تشریف لائے، دعائیں دیں، پانی نوش فرمایا اور اپنا تبرک ان دونوں کو

https://www.ashrafia.net

پلایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جس مکان میں تھے وہ کاشانۂ نبوت سے دور تھا۔ جانِ کونین ﷺ کی خواہش تھی کہ فاطمہ کا مکان قریب ہو۔ جب کہ قرب میں حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے مکانات تھے۔ جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی خواہش کا علم ہوا تو کاشانۂ نبوت سے متصل مکان خالی کر دیا اور عرض کی: ''قسم ہے اللہ کی! میرا سب مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے، میرا وہ مال جو آپ کے کام آئے مجھے زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے''۔

چنانچہ جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا اس مکان میں تشریف لے آئیں رخصتی کے قبل جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کو شوہر کے حقوق سے آگاہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بیوی کے حقوق سے آگاہ کیا۔ یہ وہ نصیحتیں تھیں جو اس جہیز سے کہیں زیادہ ہیں جو ہم اپنی بچیوں کو دے کر رخصت کرتے ہیں۔

''گھر کے تمام کام فاطمہ اپنے ہاتھ سے کریں گی اور باہر کا سودا سلف اور اُونٹ کی دیکھ بھال علی کریں گے''۔

یہ کلمات دنیائے انسانیت کے سب سے بڑے اور کامل واکمل انسان کی زبان مبارک سے نکل رہے تھے اور قیامت تک کے لیے اُمت کی خواتین اور حضرات کے لیے سبق تھے۔ کسی بیوی کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ اپنی عادات واطوار سے شوہر کا دل جیت لے۔ آیئے شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھیں کہ جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کیسی بیوی ثابت ہوئیں؟ فرماتے ہیں کہ: ''جب تک فاطمہ زندہ رہیں مجھے ان سے کبھی **کوئی تکلیف نہیں پہنچی**''۔ یہ دونوں مصطفےٰ کریم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ بتقاضۂ بشریت کبھی کوئی رنجش یا بدمزگی ہوئی تو جانِ کونین ﷺ کی نصیحتیں اس بدمزگی کو رفع فرمادیتیں۔

آج کل یورپ اور غیر مسلم سوشل میڈیا نے مسلمانوں کے خاندانی نظام کو تباہ کر دیا ہے اور مسلمان یورپ کی روش پر چل پڑے ہیں۔ آج کا مسلمان جانِ کونین ﷺ کی خانگی زندگی سے سبق حاصل کرے تو کافی خاندان تباہی سے بچ سکتے ہیں۔

امام اولیاء حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: ''فاطمہ کثرت سے عبادت کرتیں تھیں، اس کے باوجود بھی گھر کے کام میں مجھے کبھی ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی، نہایت تنگدستی میں صبر وشکر بجالائیں''۔

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کیا گیا کہ: ''فاطمہ کا سلوک آپ کے ساتھ کیسا تھا؟'' آپ نے سرد آہ بھری اور فرمایا: ''وہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھیں، جس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے''۔

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کی فیاضی وسخاوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل روایت مروی ہے۔ جماعت بنی سلیم کا ایک شخص ابتداء میں بے ادبی سے حاضر ہوا، جانِ کونین ﷺ کی تبلیغ سے مسلمان ہوا۔ اپنے فقر کا اظہار کیا، حضور ﷺ نے صحابہ سے اس کی مدد کرنے کو فرمایا۔

https://www.ashrafia.net

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اُونٹنی دی، سر ڈھانپنے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا عمامہ دیا، سامانِ خورد ونوش کے لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اُٹھے اعرابی کو ساتھ لیا اور مختلف گھروں سے معلوم کیا لیکن وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی۔

جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ نظر آیا تو کھٹکھٹایا پوچھا: کون؟ جواب دیا: سلمان فارسی ہوں۔ پوچھا: کیوں آئے ہو؟ تمام تفصیل بتائی تو آبدیدہ ہوگئیں۔ فرمایا: **"قسم ہے اس ذات کی جس نے میرے والد کو مبعوث فرمایا آج تیسرا روز ہے ہم فاقہ سے ہیں، حسن وحسین ابھی بھوکے سوئے ہیں لیکن میں سائل کو رد نہیں کروں گی میرے پاس ایک چادر ہے یہ شمعون نامی یہودی کے پاس لے جانا اور بتاؤ کہ بنت محمد کی ہے اس کے بدلے کچھ اناج بطورِ قرض دے دے"۔**

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بحکمِ زہراء رضی اللہ عنہا شمعون نامی یہودی کے گھر پہنچے اور تمام تفصیل بتائی۔ یہ یہودی کچھ رداءِ زہراء دیکھتا رہا، اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی پھر بولا: **"اے سلمان! یہ ہیں وہ لوگ جن کی خبر ہمارے نبی موسیٰ نے توریت میں دی، میں فاطمہ کے والد پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں"۔**

بہت سا اناج حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر واپس کردی، وہ لے کر جنابِ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے آپ نے اپنے ہاتھ سے جو پیسا اور روٹی پکائی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس میں سے تھوڑی سی روٹی بچوں کے لیے رکھ لیں۔ پیکرِ جود و سخا نے فرمایا: **"سلمان! جو چیز اللہ کی راہ میں دے چکی وہ اب بچوں کے لیے لینا مناسب نہیں"۔**

منقبت بحضور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

ہے رُتبہ اس لیے کونین میں عصمت کا عفت کا
شرف حاصل ہے ان کو دامنِ زہرہ سے نسبت کا
جو جانا خلد میں ہو، پائے زہرہ سے لپٹ جاؤ
جسے کہتے ہیں جنت، ملک ہے خاتون جنت کا
نبی کے دل کی راحت اور علی کے گھر کی زینت ہیں
بیاں کس سے ہو ان کی پاک طینت پاک طلعت کا
رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیرِ نبوت کا
بتول و فاطمہ زہرہ لقب اس واسطے پایا
کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا
نبی کی لاڈلی، بیوی ولی کی، ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا، ولایت کا، شہادت کا
وہ چادر جس کا آنچل چاند سورج نے نہیں دیکھا
بنے گی حشر میں پردہ گنہگارانِ اُمت کا
اگر سالک بھی یا رب دعویٔ جنت کرے حق ہے
جو وہ زہرہ کی ہے یہ بھی تو ہے خاتونِ جنت کا

https://www.ashrafia.net

طب و صحت

معدے کی کہانی خود اس کی زبانی

انتخاب: ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

آپ سمجھتے ہیں نظامِ ہضم کا سارا کام میرے ذمے ہے لیکن ایسا نہیں ہے، دراصل میں نظامِ مشین کا ایک حصہ ہوں۔ جس طرح ہر حصے اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں میں بھی اپنا کام کرتا ہوں، اس سے پہلے کہ میں آپ کو اپنا کام بتاؤں۔

آیئے! میری شکل وصورت کے بارے میں بھی کچھ سن لیجیے۔

میری شکل وصورت عجیب وغریب واقع ہوئی ہے، جب میں خالی ہوتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی غبارے میں سے ہوا نکل گئی ہو اور جب میں بھرا ہوا ہوتا ہوں تو ایک طرف جھک جاتا ہوں۔ اس وقت میں اوپر حصے کے پاس سے بڑا اور نچلے حصے کے پاس چھوٹا ہوجاتا ہوں۔ اس وقت میری شکل انگریزی حروف جے (J) سے مشابہت رکھتی ہے۔ میری بیرونی سطح چمک دار گلابی واقع ہوئی ہے جب کہ اندرونی سطح چمک دار مخمل کی طرح سلوٹ دار ہے۔ میری جائے قیام آپ کی ناف کے اوپر اور پسلیوں کے سامنے کے جوڑ سے کچھ نیچے ہے۔

میرے اندر تقریباً سوا دو کلو گرام غذا کی گنجائش ہوتی ہے۔

میری اندرونی سطح پر تقریباً تین کروڑ پانچ لاکھ غدود ہوتے ہیں جو ایک دن میں تقریباً تین چوتھائی گیلن گیسٹرک جوس پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس جوس کا بڑا حصہ ہائیڈرو کلورک ایسڈ (HCL) ہوتا ہے، یہ تیزاب ایک انزائم پیپسن کو معمول سے زیادہ فعال بنا دیتا ہے۔ جس سے پروٹین ہاضمے کی منازل طے کرتا ہے۔ اگر پیپسن نہ ہو تو جو مرغن اور چکنی غذائیں آپ خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں آپ کے لیے وبالِ جان بن جائیں۔ میرے اندر پائے جانے والے غدود اور بہت سے انزائم پیدا کرتے ہیں، جو غذا کے ہاضمے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً دودھ آپ پیتے ہیں وہ ان کے ذریعے دہی کی طرح ہوجاتا ہے جسے آپ آسانی کے ساتھ ہضم کر لیتے ہیں۔

میری حیثیت ایک اسٹور کی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو دن میں تین بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے اگر قدرت نے مجھے یہ حیثیت نہ دی ہوتی تو آپ کو دن میں چھ دفعہ سے زیادہ غذا کی ضرورت پڑتی۔ **اب دیکھیے میں غذا کا ذخیرہ کس طرح کرتا ہوں**

ایسا نہیں ہے کہ آپ جو کھاتے ہیں بے ترتیبی سے آ کر بھرتا

https://www.ashrafia.net

ہے میں آپ کی غذا تہہ بہ تہہ جما تا رہتا ہوں مثلاً پہلے گوشت پھر آلو، پھر اناج، پھر سبزیاں اور مشروبات اور پانی وغیرہ اب میں اپنی دیواروں سے نزدیک تر تہہ میں اپنا کام شروع کردیتا ہوں میری دیواریں ایک خاص انداز سے پھیلنا اور سکڑنا شروع کردیتی ہے۔ اس عمل کے ساتھ وہ بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں اور غذا کے ہاضمے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں قریب کی تہہ رقیق شکل میں تبدیل ہوجاتی ہے جس کو نہ ٹھوس کہا جاسکتا ہے نہ مائع اب اس نچلے حصے میں ایک والو کی طرف لے جاتا ہوں جو چھوٹی آنت میں کھلتا ہے۔ چھوٹی آنت ہاضمے کا باقی حصہ پورا کرتی ہے اور چکنائی حراروں اور دوسرے اہم اجزاء کی حفاظت کرتی ہے۔

آپ جو غذائیں کھاتے ہیں ان پر اپنا کام کرنے میں مجھے مختلف اوقات درکار ہوتے ہیں۔ آلو کو تو میں چند منٹ میں ہضم کرجاتا ہوں گوشت کو ہضم کرنے میں کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ آپ حیران ہونگے کہ پتوں والی سبزیوں کو ہضم کرنے میں مجھے بہت دیر لگتی ہے مثلاً پالک کو میں 24 گھنٹوں میں ہضم کرتا ہوں اصل میں غذا کے ہاضمہ کا انحصار آپ کے موڈ پر بھی ہے۔ اگر آپ اچھے موڈ میں ہے تو مجھے بھی اپنا کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے زیادہ چکنی اور مرغن غذائیں میرے لیے بہت زیادہ مصروفیات اور کام کرنے کا سبب بنتی ہے۔ زیادہ چکنی غذاؤں سے میرے اوپر بہت زیادہ بار پڑتا ہے اور اس سے میری کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ آپ کی چھوٹی آنت بھی اس بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی فرض کریں کہ آپ صبح سات بجے ناشتہ میں روغن میں تلے ہوئے انڈے، مکھن اور دوسری مرغن غذائیں کھاتے ہیں۔ یہ چکنائی اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ چھوٹی آنت کو اپنے دفاع میں قدم اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ اتنی زیادہ چکنائی کو بیک وقت ہاضمہ کی منزل تک نہیں پہنچا سکتی۔ وہ ایک ہارمون بھیجتی ہے جس کی وجہ سے میرے پھیلنے سکڑنے کا عمل سست ہوجاتا ہے اور اس طرح چھوٹی آنت تک پہنچنے والی چکنائی اتنی ہوجاتی ہے کہ جس کو وہ آسانی سے ہضم کرلیتی ہے اب آپ دوپہر کا کھانا کھانے جب بیٹھتے ہیں تو آپ کے ناشتہ کا چوتھائی حصہ ہاضمے کی منزلوں سے گزر رہا ہوتا ہے۔

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میں آپ کے جذبات میں آپ کا برابر شریک رہتا ہوں۔ جب آپ کو غصہ آتا ہے اور آپ کا چہرہ سرخ ہوجاتا ہے تو میں سرخ ہوجاتا ہوں۔ خوف کی حالت میں آپ کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے تو میرا رنگ بھی زرد پڑجاتا ہے۔ جب آپ کھیلتے یا کوئی جسمانی کام کرتے ہیں یا ورزش کرتے ہیں تو میری عضلاتی حرکت تیز ہوجاتی ہے اور ہاضمہ میں معاون جوس تیزی سے پیدا ہونے لگتا ہے اور اس لیے میرا مشورہ ہے کہ کھیل کود اور جسمانی ورزش کو آپ کے معمولات میں شامل ہونا چاہیے۔

میں آپ کی پریشانیوں اور ذہنی الجھنوں سے متاثر ہوتا ہوں ان حالتوں میں میری عضلاتی حرکت بہت ہلکی ہوجاتی ہے اور میں اپنا کام تقریباً روک دیتا ہوں۔ اولاً تو ایسے حالات میں

https://www.ashrafia.net

آپ کو بھوک نہیں لگتی لیکن آپ زبردستی کھانا شروع کر دیتے ہیں تو یہ غذائیں ہی پڑی رہتی ہے اور میں اس پر اپنا کام تقریباً روک دیتا ہوں۔ اولاً تو ایسے حالات میں آپ کو بھوک نہیں لگتی لیکن اگر آپ زبردستی کھانا شروع کر دیتے ہیں تو یہ غذائیں ہی پڑی رہتی ہے اور میں اس پر اپنا کام نہیں کرتا۔ اس طرح آپ کو بے چینی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے موقعوں پر آپ کھانے سے احتراز کیا کریں۔

ذہنی پریشانی اور دماغی بوجھ کی حالت میں میرے اندر تیزابیت مجھ میں زخم پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اس زخم کو آپ السر کہتے ہے۔ اس سلسلے میں میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ذہنی پریشانیوں اور الجھنوں سے حتی الامکان دور رہنے کی کوشش کریں اور اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو آپ وقفوں وقفوں سے ہلکی پھلکی زود ہضم غذائیں کھاتے رہا کریں۔

قدرت نے مجھے مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت سی حیرت انگیز صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ مثلاً اگر کسی نوکیلی ہڈی سے مجھ میں زخم پیدا ہو جائے تو میں اسے 24 گھنٹوں میں مند مل کر دیتا ہوں۔ جبکہ یہی زخم آپ کی جلد پر پیدا ہو جائے تو اسے بھرنے میں ہفتوں لگ جاتے ہیں۔ میں آپ کی غذا کے ساتھ داخل ہونے سے بیشتر ضرر رساں جرثوموں کو ہلاک کر دیتا ہوں لیکن پھر بھی بعض جرثومے ایسے ہوتے ہیں جو بہت زیادہ مدافعت رکھتے ہیں اور یہ میری کوشش کے باوجود ہلاک نہیں ہو پاتے۔ یہی جرثومے آپ کو معدہ کی بعض بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں مثلاً پرانی پیچش وغیرہ۔ کھانے پینے میں صفائی اور نکاسی کا انتظام درست کر کے ان بیماریوں اور جرثوموں کا استیصال کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں حفظان صحت کے عام اصولوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

کافی، چائے اور الکحل مجھ میں تیزابیت پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں اس لیے آپ کو ان چیزوں کے بے تحاشہ استعمال سے بچنا چاہیے اور السر کے مریضوں کو تو ان چیزوں سے قطعی پرہیز کرنا چاہیے۔ دوا جو آپ اکثر بے وجہ استعمال کرتے رہتے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتا بے جا دواؤں سے مجھے الجھن ہوتی ہے۔ میں تو دوا کے مقابلے میں سادہ فطری اور متوازن غذا کو پسند کرتا ہوں۔

ایک اور بہت اہم بات آپ کو بتاتا چلوں وہ یہ کہ اگر آپ کو میری طرف سے درد محسوس ہو اور یہ درد ایک گھنٹے سے زیادہ ہوتا رہے تو فوراً کسی معالج کو دکھایئے ہو سکتا ہے کہ آپ کو دل کا دورہ پڑنے والا ہو۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں یہ درد میری طرف سے محسوس ہو رہا ہے۔ دل کے دورے کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پتے کا درد بھی میری طرف سے آتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے میری طرف سے ہونے والا درد زیادہ دیر تک نہیں رہتا فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ میری بتائی ہوئی ان چھوٹی چھوٹی اور آسان معلومات کی بنیاد پر میرا خیال رکھیں گے تو میں بھی آپ کا پورا خیال رکھوں گا اور آپ کو اپنی طرف سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا۔

https://www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

سالانہ محفل نعت و بیان:

۴ رفروری بروز اتوار بزرگانِ سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کے اعراس کے سلسلے میں عظیم الشان محفل نعت و بیان منعقد کی گئی جناب محمود الحسن اشرفی و اہلِ خانہ ہر سال یہ محفل منعقد کرتے ہیں۔ جس میں شہر کراچی کے مشہور و معروف ثناء خواں نے نعتِ رسول ﷺ کا نذرانہ اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔ جن میں: جناب محمد زوہیب اشرفی، جناب محمد خاور نقشبندی، جناب اسد عبداللہ قادری، جناب قاری محسن قادری، جناب محمد عرفان غازیانی، جناب محمد مجتبیٰ قادری و دیگر شامل ہیں۔ ثناء خوانی کے بعد حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تقریباً ایک گھنٹے مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں تربیتی و اصلاحی گفتگو فرمائی جس کو عوام الناس نے پسند کیا۔ اس محفل مبارکہ میں شہر کراچی کی مقتدر شخصیات نے شرکت کی، جن میں: جناب پروفیسر عامر بیگ صاحب ، جناب ڈاکٹر ثاقب قادری صاحب جناب سید ریاض علی اشرفی صاحب ، جناب پیر سید اسد اللہ جنیدی، محبوب المشائخ صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی، ابو الحسین صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی، ابو الحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی و دیگر شامل ہیں۔ محفل کے اختتام پر صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا ۲ روزہ دورۂ سندھ:

۶ رفروری بروز منگل بعد نمازِ ظہر کراچی سے سندھ کے شہر ٹنڈو آدم روانہ ہوئے تقریباً ۳ گھنٹے کا سفر طے کر کے ٹنڈو آدم سندھ پہنچے۔ جہاں پر میر پور خاص سے آئے ہوئے حضرت علامہ مفتی محمد شریف سعیدی اشرفی، شہر ٹنڈو آدم کے رفقاء جن میں: محمد اسد عبداللہ اشرفی، جناب ڈاکٹر آدم صاحب و دیگر مریدین و معتقدین نے آپ کا استقبال فرمایا۔ مریدین کے ہمراہ آپ علاقے کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے جہاں پر نمازِ مغرب کی امامت فرمائی۔ بعد نمازِ مغرب میر پور خاص حیدر آباد اور ٹنڈو آدم کے رہنے والوں سے ملاقات فرمائی۔ بعد نمازِ عشاء سالانہ محفل بسلسلہ عرس سلطان الہند

https://www.ashrafia.net

غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ منعقد کی گئی۔ نظامت کے فرائض مفتی محمد شریف سعیدی اشرفی نے انجام دیئے۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کے خطاب سے قبل مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پیش کیے۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے خطاب میں سلطان الہند غریب نواز کی زندگی کے حالات وواقعات کو بیان کیا اور ساتھ ہی ساتھ میزبانِ محفل کی خواہش پر تارک السلطنت، غوث العالم محبوبِ یزدانی میر اُحدالدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی زندگی کے بارے میں بھی بیان فرمایا۔ خطاب کے بعد قل شریف پڑھا گیا اور محفل سماع کا اہتمام ہوا۔ یہ محفل تقریباً ۳ گھنٹے تک جاری رہی۔ محفل کے اختتام پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام حاضرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی رات آپ نے ٹنڈو آدم میں قیام فرمایا، صبح بعد نمازِ فجر ناشتہ کیا اور رفقاء کے ساتھ میر پور خاص روانہ ہوئے تقریباً ایک گھنٹے کا سفر طے کر کے میر پور خاص پہنچے۔ جہاں پر آپ نے "مدرسۂ اشرفیہ الجیلانیہ، میر پور خاص" کی تعمیرات کا معائنہ فرمایا اور مریدین کو حکم فرمایا کہ تعمیرات کو جلد مکمل کیا جائے تاکہ حفظ قرآن کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہو سکے۔ مفتی محمد شریف سعیدی اشرفی کے ہمراہ مدرسۂ انوار القرآن تشریف لے گئے جہاں طلبہ نے آپ کا استقبال کیا، اساتذۂ کرام سے ملاقات کی اور تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ یوں ۲ روزہ دورۂ سندھ مکمل ہوا۔

سالانہ محفل معراج النبی ﷺ:

۷ رفروری بروز بدھ بعد نمازِ عشاء تا بعد نمازِ فجر درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں محفل معراج النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔ جس میں آیتِ کریمہ اور درود شریف کا سوالاکھ مرتبہ ختم کیا گیا۔ اس دوران محفل نعت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ رات ۲ بجے باقاعدہ محفل نعت و بیان کا سلسلہ ہوا، جس میں صاحبزادہ سید علی مرتضی اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے معراج النبی ﷺ میں ہونے والے مشاہدات پر گفتگو فرمائی اور ایک نئی جہت کے ساتھ واقعۂ معراج کو بیان فرمایا۔ سحری کے وقت تک محفل جاری رہی اختتام پر ذکر حلقہ ہوا اور لنگر پیش کیا گیا۔

محفل معراج النبی ﷺ:

۱۰ رفروری بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب جامع مسجد سکینہ ڈی۔ ایچ۔ اے، فیز 7 میں محفل معراج النبی ﷺ کا انعقاد ہوا جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ خطاب سے قبل جناب قاری بشیر چشتی نے تلاوتِ کلامِ مجید فرمائی اور مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کی۔ بہت ہی خوبصورت محفل منعقد ہوئی اور مختصر سے وقت میں جامع انداز میں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے واقعۂ معراج کو بیان فرمایا محفل کے اختتام پر ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی نے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی

https://www.ashrafia.net

کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں صلوٰۃ و سلام اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا دورۂ پنجاب:

۱۳ رفروری بروز منگل بعد نمازِ فجر کراچی سے ملتان کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، جناب محمد ظفر ابراہیم اشرفی اور جناب مصطفیٰ بلال اشرفی ساتھ رہے۔ تقریباً ۱۲ گھنٹے کا سفر بذریعہ کار طے کر کے شہر ملتان درسگاہِ اشرفیہ، قاسم بیلہ کینٹ پہنچے، یہاں پر نور المشائخ صاحبزادہ سید مصطفےٰ اشرف جیلانی مدظلہ العالی و دیگر رفقاء نے آپ کا استقبال کیا۔ کچھ دیر آپ نے درسگاہ کے صحن میں قیام فرمایا۔ آئے ہوئے مریدین و معتقدین سے ملاقات کی اور تمام کے لیے دعا فرمائی۔

استاد العلماء حضرت علامہ فضل الرحمٰن بندیالوی مدظلہ العالی سے ملاقات:

۱۴ رفروری بروز بدھ بعد نمازِ ظہر شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی عظیم شخصیت خلیفۂ حضور فخر المشائخ، استاد العلماء حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن بندیالوی اشرفی مدظلہ العالی آپ سے ملاقات کے لیے درسگاہِ اشرفیہ، قاسم بیلہ تشریف لائے۔ یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی اور حضرت علامہ کے درمیان بہت سے امور پر گفتگو رہی، جن سے مدرسہ منظر الاسلام کے طلبہ اور اساتذہ مستفیض ہوتے رہے۔ بعد نمازِ مغرب روحانی علاج کے سلسلے میں مریدین و معتقدین سے ملاقات فرمائی اور علاج تجویز فرمایا۔

جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بعد نمازِ عشاء جامع مسجد غوثیہ، قاسم بیلہ کینٹ میں عظیم الشان جلسہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد ہوا۔ جس سے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔

مزاراتِ بزرگانِ دین پر حاضری:

۱۵ رفروری بروز جمعرات بعد نمازِ فجر مزاراتِ بزرگانِ دین پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے آپ حضرت سیدنا شاہ رکن عالم اور حضرت سیدنا بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہما کے مزار پر حاضر ہوئے اور دعا فرمائی۔

"جامعہ خیر المعاد" کا دورہ:

ان دونوں بارگاہوں میں حاضری کے بعد "جامعہ خیر المعاد" کا دورہ فرمایا اور مولانا حامد علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی بعد نمازِ عصر ملتان سے فیصل آباد روانہ ہوئے۔ ۳ گھنٹے کا سفر طے کر کے فیصل آباد "دربارِ اشرفیہ" منیاوالا اسٹاپ شیخوپورہ روڈ پہنچے۔ یہاں پر مریدین و معتقدین نے آپ کا استقبال کیا۔

جمال المشائخ علیہ الرحمہ کی سالانہ فاتحہ:

۱۶ رفروری بروز جمعہ "جامع مسجد اشرف المشائخ" میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا اور امامت بھی فرمائی۔ بعد نمازِ عشاء "دربارِ اشرفیہ" فیصل آباد میں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد ہوا، جس میں مریدین و معتقدین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ یاد رہے! یہ محفل مبارکہ ہر سال منعقد کی جاتی ہے اور جمال المشائخ ابو الوہاج حضرت حافظ سید شاہ جمال اشرف

https://www.ashrafia.net

الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی سالانہ فاتحہ بھی اسی محفل مبارکہ میں ہوتی ہے۔

۱۷رفروری بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا مغرب مریدین ومعتقدین سے ملاقات کی اور روحانی علاج کے سلسلے میں دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مریضوں کو بھی دیکھا اور علاج تجویز فرمایا۔

جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

بعد نمازِ عشاء فیصل آباد سے قریب شہر جہانگیر کلاں تشریف لے گئے جہاں پر جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ اس جلسے میں صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید مجتبیٰ اشرف جیلانی نے بھی شرکت کی۔

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

۱۸رفروری بروز اتوار بعد نمازِ فجر حضرت علامہ مفتی نذیر احمد اشرفی مدظلہ العالی کی دعوت پر جامع مسجد غوثیہ رضویہ تشریف لے گئے اور دیئے گئے موضوع **"فکرِ آخرت"** پر مدلل گفتگو فرمائی۔

۱۹رفروری کو شہر گوجرہ تشریف لے گئے یہاں پر مریدین و معتقدین سے ملاقات فرمائی۔ بعد نمازِ عصر محفل مبارکہ میں خطاب بھی فرمایا اور پھر فیصل آباد تشریف لے گئے۔

حضرت شیخ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کے مزار پر حاضری:

۲۰رفروری بروز منگل بعد نمازِ فجر فیصل آباد سے کراچی کے لیے روانہ ہوگئے۔ راستے میں قدوۃ الاتقیاء حضرت شیخ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کے مزار پُر انوار پر اُوچ شریف حاضری دی اور استغاثہ پیش کیا۔ تقریباً ۱۵ گھنٹے کا سفر طے کر کے بخیر وعافیت کراچی پہنچے۔ یوں دورۂ پنجاب مکمل ہوا۔

سالانہ محفل شب برأت:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی درگاہ عالیہ اشرفیہ میں سالانہ محفل شب برأت منعقد کی گئی۔ ساری رات درود شریف کا ختم ہوا، جامع مسجد قطبِ ربانی میں نوافل پڑھے گئے۔

رات ۲ بجے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے عوام الناس سے خطاب فرمایا اور شبِ برأت کی فضیلت واہمیت کو اُجاگر کیا آپ نے فرمایا کہ: "آج کی رات رحمتوں اور برکتوں سے معمور ہے، یہ مغفرت کی رات ہے، رب سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کی رات ہے، توبہ واستغفار کرنے اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی رات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس رات اپنے رب کے حضور توبہ کریں اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد کریں"۔ خطاب کے بعد ذکر حلقہ ہوا، پھر اجتماعی دعا ہوئی حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے رقت انگیز دعا فرمائی۔ اُس وقت عجیب منظر تھا۔ درگاہ شریف میں تل دھرنے جگہ نہیں تھی۔ درگاہ شریف کا صحن، مقبرہ شریف، جامع مسجد قطبِ ربانی سب جگہ لوگ ہی لوگ تھے۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لیے اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کے لیے دعا فرمائی۔ بعد ازاں اس رات کا خصوصی نقش تقسیم کیا گیا۔ ہر سال کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت اس رات میں درگاہِ اشرفیہ حاضر ہوتے ہیں اور خصوصی نقش حاصل کرتے ہیں محفل

https://www.ashrafia.net

کے اختتام پر لنگر کا بھی اہتمام ہوا۔

مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی ختم بخاری:

۲۶ر شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ بمطابق ۸ر مارچ ۲۰۲۴ء بعد نماز جمعہ ۳ بجے اہلسنت کی عظیم درسگاہ برائے خواتین "مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی" میں سالانہ ختم بخاری کی محفل منعقد ہوئی۔ جس میں اہلسنت کی مقتدر شخصیات نے شرکت کی جن میں: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سید منور علی شاہ صاحب سیفی دامت برکاتہم العالیہ، پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی سب سے بڑے مرکز" درگاہِ عالیہ اشرفیہ" سے فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی (سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ) علامہ حکیم سید اشرف الجیلانی مدظلہ العالی، سیلانی ویلفیئر کے سربراہ مولانا بشیر فاروق قادری مدظلہ العالی، تحریکِ لبیک پاکستان کے سابقہ ممبر سندھ اسمبلی مفتی قاسم فخری مدظلہ العالی، فخر المشائخ کے فرزند اکبر علامہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی صاحبزادہ مولانا سید جہانگیر اشرف جیلانی اور سید جواد اشرف جیلانی، جماعتِ اہلسنت کے صوفی محمد حسین لاکھانی مدظلہ العالی معروف ثناء خواں محمد صدیق اسماعیل نے بھی شرکت فرمائی۔ یہ اہلسنت کی عظیم درسگاہ ہے، جہاں خواتین کے لیے بہترین مدرسین درسِ نظامی کی تعلیم دے رہی ہیں یہاں خواتین کے لیے ختم قادریہ، دعائے حزب البحر اور دیگر اوراد و وظائف بھی کرائے جاتے ہیں۔

محفل کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا بعدازاں بارگاہِ رسالت ﷺ میں نعت کا نذرانہ کا پیش کیا۔ پھر اس دار العلوم کے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سید منور علی شاہ سیفی دامت برکاتہم العالیہ نے طالبات کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر ختم بخاری مکمل کیا۔ علامہ نے آخری حدیث کی شرح بڑے پیارے انداز میں فرمائی۔ طالبات نے پردے میں آخری حدیث کا درس سنا۔ یہ محفل دار العلوم کی خوبصورت وسیع لائبریری میں منعقد ہوئی۔ اسی دوران علامہ حکیم سید اشرف جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے۔

شیخ الحدیث صاحب کے خطاب کے بعد جماعتِ اہلسنت کے صوفی محمد حسین لاکھانی مدظلہ العالی نے خطاب کیا۔ ان کے خطاب کے بعد معروف ثناء خواں محمد صدیق اسماعیل صاحب نے مختلف نعتوں کے منتخب اشعار پیش کیے۔ اس دوران معروف سماجی و روحانی رہنما حضرت مولانا محمد بشیر فاروقی صاحب (سربراہ سیلانی ویلفیئر) تشریف لائے۔ آپ مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر تشریف فرما رہے پھر ادارے کے لیے دعا فرمائی اور تشریف لے گئے۔

ایک مختصر نعت کے بعد درگاہ عالیہ اشرفیہ سے تشریف لائے ہوئے علامہ حکیم سید اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے امام بخاری اور بخاری شریف کے فضائل بیان فرمائے۔ آپ نے ادارے کی کارکردگی کو سراہا اور ادارے پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ انہوں نے ادارے کی سربراہ عالمہ صفیہ قادریہ کو اس تقریب کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور خواتین میں مسلک

https://www.ashrafia.net

حق اہلسنت کے لیے خدمات پر دعاؤں سے نوازا۔

تحریک لبیک کے علامہ قاسم فخری دامت برکاتہم العالیہ نے بھی دعا فرمائی صلوٰۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا۔اس محفل ختم بخاری میں جن طالبات نے حصہ لیا اور اس دار العلوم مدینۃ العلم میں درسِ نظامی مکمل کیا۔اس میں عالمہ سیدہ نجیبہ اشرف بنت علامہ حکیم سید اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی بھی شامل تھیں۔محفل کے اختتام پر شرکاء نے حضرت حکیم صاحب کو صاحبزادی کے عالمہ بننے پر مبارکباد پیش کی۔

دار العلوم ''فیضانِ رضا اکیڈمی'' (جہانگیر روڈ) میں ختم بخاری:

مسلکِ حق اہلسنت کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم فیضانِ رضا اکیڈمی میں ۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۴۵ھ بمطابق ۱۰ر مارچ ۲۰۲۴ء بروز اتوار محفل ختم بخاری منعقد ہوئی۔

یہ ادارہ حضرت علامہ مفتی شہباز قادری دامت برکاتہم العالیہ کے زیر نگرانی گزشتہ کئی سالوں سے درسِ نظامی کی تعلیم اور عقائدِ اہلسنت کی ترویج واشاعت کے لیے مصروفِ عمل ہے۔بعد نمازِ ظہر محفل کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ابتداء میں طلبہ کی بہترین صلاحیت اور حاضری پر حوصلہ افزائی کی گئی۔ ادارے کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت علامہ شہباز قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مفصل خطاب فرمایا اور مستقبل کے ان علماء کو نصیحتیں فرمائیں۔تمام شرکاء نے آپ کے خطاب کو بڑی توجہ سے سنا۔اس دوران پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کے سب سے بڑے مرکز ''درگاہِ عالیہ اشرفیہ'' کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت علامہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی۔اس محفل کے مہمانِ خصوصی دار العلوم نورِ حمزہ اسلامک کالج کے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم العالیہ تھے۔آپ نے آلِ رسول ہونے کی نسبت سے مولانا سید جہانگیر اشرف جیلانی سے آخری حدیث شریف پڑھوائی اور اس آخری حدیث کے ایک حصے کی شرح وتشریح فرمائی۔

اس موقع پر حضرت علامہ نذیر بندیالوی ، حضرت علامہ کامران صاحب، حضرت علامہ عمران صاحب اور دیگر اساتذہ دار العلوم ہذا نے شرکت فرمائی۔ اس دوران مولانا سید مکرم اشرف جیلانی ، صاحبزادہ سید علی اشرف جیلانی ،مولانا سید شایان اشرف جیلانی اور دیگر مریدینِ سلسلہ اشرفیہ نے شرکت کی۔آخر میں حضرت علامہ نذیر بندیالوی مدظلہ العالی نے حضرت حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی سے اختتامی دعا کی درخواست کی۔حضرت نے ادارے کے لیے اور خاص طور پر ادارے کے بانی وسربراہ شیخ الحدیث حضرت علامہ شہباز قادری مدظلہ العالی کی صحت اور درازیٔ عمر کے لیے دعا فرمائی۔

اس محفل کی خاص بات:

جن طلبہ نے اس سال دورۂ حدیث مکمل کیا۔ان میں حضرت حکیم سید اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کے فرزند ثانی صاحبزادہ مولانا سید جہانگیر اشرف جیلانی مدظلہ العالی بھی شامل ہیں۔